ماہنامہ مجلّہ

حیاتِ نو

بلریا گنج

یقیناً اللہ نے ہم کو اسلام کے ذریعے عزت بخشی ہے اور اس سے
دوری میں ذلت ہے۔

عمر فاروقؓ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انجمن طلبۂ قدیم جامعۃ الفلاح کا ترجمان

ماہنامہ مجلہ

حیات نو

بلریا گنج

جلد نمبر: ۱۸	ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ جون ۲۰۰۲م	شمارہ: ۲

مدیر مسئول	معاون مدیر
ابوالمکارم ازہری	انیس احمد فلاحی مدنی

☆ سالانہ زرتعاون: ۹۰ روپے
☆ خصوصی زرتعاون: ۲۰۰ روپے
☆ بیرون ملک: ۲۵ رامریکی ڈالر

☆ طلبہ کے لیے: ۸۰ روپے
☆ اعزازی زرتعاون: ۱۰۰۰ روپے
☆ اس شمارہ کی قیمت: ۹ روپے

اس دائرہ میں سرخ نشان کا مطلب ہے کہ آپ کی مدت خریداری ختم ہو چکی ہے لہٰذا جلد از جلد سالانہ زرتعاون ارسال فرمائیں۔

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔

ترسیل زر کا پتہ

ماہنامہ مجلہ حیات نو، جامعۃ الفلاح
بلریا گنج، اعظم گڑھ (یوپی) ۲۷۶۱۲۱
Phone: 05466-25115

نقوش حیات نو

☐ اداریہ

اسلامی صحافت اور میڈیا کی ضرورت واہمیت — انیس احمد فلاحی — ۳

☐ ہدایت کے چراغ

ابوالعالیہ رفیع ابن مہرانؒ — ابوعلیس ندوی — ۵

☐ مقالات

عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا نزول — یوسف ابن عبداللہ — ۹

چوپائے کا خروج — یوسف ابن عبداللہ — ۱۶

☐ بحث ونظر

حکومت الٰہیہ کے قیام کی شرائط — مفتی کلیم رحمانی — ۲۰

ہندوؤں کی کتب مقدسہ میں بشارت محمدیہ — انیس احمد مدنی — ۲۵

☐ گجرات سانحہ

جو چپ رہے گی زبان خنجر... — ابن ازہر میرٹھی — ۳۰

☐ مذاہب عالم

سکھ مت (۱) — انیس احمد فلاحی — ۳۵

☐ نقد ونظر

آپ ﷺ کے موئے مبارک سے تبرک کا حکم — ابوارقم فلاحی — ۴۲

بالوں میں مہندی کا خضاب

☐ تعارف وتبصرہ

دستک — سعید اختر اعظمی — ۴۳

☐ جامعہ کے لیل ونہار — (ادارہ)

مجلس شوریٰ کا اجلاس ملتوی — ۴۷

نتیجہ امتحان ششماہی

تعلیم وصول مہم

نو واردان بساط علمی

اداریہ

اسلامی صحافت اور میڈیا کی ضرورت واہمیت

صحافت اور میڈیا کی اہمیت عیاں راچہ بیان کے مصداق ہے۔ ذہن و دماغ کو موڑنے، نظریات کو پھیلانے اور رائے عامہ کو ہموار کرنے میں میڈیا کا زبردست رول ہوتا ہے۔ چنانچہ خلیج کی جنگ اور طالبان کے سقوط سے پہلے مغرب کی جانب سے جو ابلاغی جنگ لڑی گئی اسی نے ہزاروں شہروں کی بربادی لاکھوں مکانوں کی مسماری اور ہزارہا افراد کی ہلاکت پر دنیا کو خاموش تماشائی بنائے رکھا اور کسی بھی جانب سے ان عظیم تباہیوں پر کوئی صدائے احتجاج بلند نہ ہوئی۔ پورے عالم کی اہم خبر رساں ایجنسیوں اور نشریاتی اداروں پر یا تو یہودیوں کا مکمل قبضہ ہے یا یہ ادارے یہودیوں کے اشتراک و تعاون سے چل رہے ہیں یہی وجہ ہے کہ پوری دنیا کا میڈیا اسلام اور مسلمانوں کی شبیہ بگاڑنے انہیں قدامت پسند، رجعت پسند، کٹر، متعصب اور جہاد پرست ثابت کرنے میں لگا ہوا ہے۔ اور اب صرف ایک ہی بات ببانگ دہل کہی جارہی ہے کہ اہل اسلام کی دہشت گردی اور جہاد پرستی امن عالم کے لئے خطرہ ہے۔ مسلمان کم از کم جہاد کے نام سے شہروں اور آبادیوں کو سبوتاژ کرنا چھوڑ دیں۔

امریکہ اور مغرب نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف یہ ابلاغی جنگ اس لئے چھیڑ رکھی ہے تاکہ مسائل و مشکلات کے حل میں کمزور مضمحل مغربی تہذیب پر اسلامی تہذیب کہیں غالب نہ آجائے۔ ابلاغی جنگ کا یہ حربہ نیا نہیں بلکہ کافی پرانا ہے عرب کے مشرکین اور یہودیوں کے لئے جب مسلمانوں سے عسکری، سیاسی اور اخلاقی لحاظ سے مقابلے کی سکت باقی نہ رہی تو انہوں نے افواہوں کا بازار گرم کرنا شروع کیا مسلم معاشرے میں انتشار اور پراگندگی پھیلانے کے لئے واقعہ افک کو گھڑا گیا۔ اور طرح طرح کی بدگمانیاں عام کی گئیں یہاں تک کہ ان منافقین و یہودی سازشوں کو بے نقاب کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک پوری سورۃ "سورۃ المنافقون" نازل فرمائی۔

آغاز اسلام ہی سے یہودیوں نے حسد و جلن کی بناء پر اسلام کی بیخ کنی کے لئے کوششیں شروع کردی تھیں وہ طرح طرح کے اشکالات اٹھاتے، سوالات کرتے اور کسی بھی موقعہ کو ضائع نہ ہونے دیتے قرآن کریم میں ان کے اعتراضات کا جابجا تجزیہ کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر غزوہ بنی نضیر کے موقعہ پر جب یہودی قلعہ بند ہوگئے تو آپ ﷺ نے اجازت دی کہ ان کے درخت کاٹے

جائیں اور باغ اجاڑے جائیں تاکہ ان کے ارد گرد سے باہر نکل کر وہ لڑنے پر مجبور ہوں، اور کھلی جنگ کے وقت درختوں کی رکاوٹ باقی نہ رہے۔ اس پر کچھ درخت کاٹے گئے اور کچھ یونہی چھوڑ دیئے گئے کہ فتح کے بعد یہ مسلمانوں کے کام آئیں گے۔ کافروں نے طعن کرنا شروع کیا کہ خود تو فساد سے منع کرتے ہیں کیا درختوں کو کاٹنا اور جلانا فساد نہیں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

"ماقطعتم من لينة اوتركتموها قائمة على اصولها فباذن الله و ليخزى الفاسقين"

سورۃ الحشر (۷)

کھجور کے جو درخت تم نے کاٹے یا جنہیں تم نے انکی جڑوں پر باقی رکھا یہ دونوں کام اللہ کی اجازت سے تھے۔ اور یہ حکم اس لئے دیا گیا تاکہ فاسقوں کو ذلت و رسوائی کا احساس ہو۔

قرآن مجید نے یہود و منافقین کے اعتراضات و شبہات کا جواب دیکر گویا ہر زمانے میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پھیلائی جانے والی بدگمانیوں کے ازالہ کو مشروع و مندوب قرار دیا ہے۔ قرآن مجید کے اس طرز عمل سے اس رائے کو تقویت ملتی ہے۔ کہ مسلم دنیا کو اپنی خبر رساں ایجنسیوں، ٹی وی چینلوں اور نشریاتی اداروں کے قیام پر بھرپور توجہ دینی چاہئے تاکہ اسلام کا عدل اور انسانی اخوت عام ہو سکے، دنیا کے سامنے حقائق آسکیں، مظلوموں کی آہیں پہونچ سکیں، ظالموں کے کرتوت سے لوگ باخبر ہو سکیں نیز اسلام اور مسلمانوں کی شبیہ کو خراب کرنے کی جو مسلسل کوشش کی جارہی ہے امکانہ سرف بھرپور تدارک ہو سکے بلکہ اہل مغرب اور امریکہ کا اصلی روپ بھی دنیا کے سامنے آسکے۔ اور مغربی تہذیب کے اس رخ سے بھی لوگ باخبر ہو سکیں کہ.....

قتل امرئ فى غابة جريمة لا تغتفر

و قتل شعب آمن مسألة فيها نظر

دنیا کے سامنے عدل و انصاف کے قیام کے لئے مغرب کی کوششوں کو دکھانے کی خاطر کسی صحرا میں ہونے قتل کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاتا۔ لیکن اپنے وطنی ملکی مفادات کے لئے پورے پورے علاقے کے امن و سکون سے رہنے والے باشندوں کو قتل کر دینا کوئی قابل غور مسئلہ نہیں ہے۔

ہدایت کے چراغ

ابو العالیہ

رفیع بن مہران

ابو جلیس ندوی

ابو العالیہ رفیع بن مہران اپنی قرآن فہمی کی وجہ سے علماء تابعین میں سب سے ممتاز ہیں کتاب اللہ کے مقاصد و اسرار و رموز و نکات کی گہرائی میں اتر کر معانی و مطالب کے جو موتی وہ رولتے تھے، اقلیم علم و دانش کی قلمرو میں زہرہ و مشتری سے بھی زیادہ قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے، انکی زندگی ہمت و عزیمت، اجتہاد و قربانی، حوصلہ و فتح مندی اور علم کی راہ میں صبر و ثبات کی حوصلہ افزا داستان ہے، آیئے دیکھیں ہمارے حوصلوں کو ان سے کیا قوت و تازگی ملتی ہے؟

رفیع بن مہران کی جائے پیدائش ایران ہے وہیں نشو و نما پا کر انھوں نے ہوش و خرد کی آنکھیں کھولیں، مسلمانوں نے جب چاہا کہ ظلم و استبداد کے قاہرانہ نظام کی بدبختیوں سے ایران کو آزاد کرا کے عدل و انصاف، انسانی شرف و فضیلت اور انسانی حقوق و مساوات کا انھیں لذت..... چکھائیں تو ایران پر فوج کشی کی اور اسے مفتوح بنا کر اموال غنیمت کی بہتات کے ساتھ بہت سارے قیدی بھی اپنے ساتھ مدینہ لائے ان ہی قیدیوں میں خوش نصیب رفیع بن مہران بھی تھے۔ وہ خود بیان کرتے ہیں کہ:

میری خوش نصیبی تھی کہ قیدی بن کر مجھے مسلمانوں کی زندگی کے شب و روز کو دیکھنے اور زندگی کے حسن و جمال کو دل و نگاہ میں بسانے کی راہ پیدا ہوئی۔

ان کے پہلو میں بیٹھ کے دیکھا

زندگی کتنی خوبصورت ہے

وہ کہتے ہیں جمال زندگی کی اس رونمائی کے بعد دل کی کیفیات و واردات حق پرستی کے اجالوں میں ڈھلنے لگیں اور بہت جلد اسلام و ایمان کے نور سے ان کے قلب و روح کا رشتہ استوار ہو گیا وہ اپنی غلامانہ زندگی میں غلامی کے فرائض و واجبات بھی پورے طور پر ادا کرتے اور کتاب اللہ کا علم بھی حاصل کرتے علم حاصل کرنے کا شوق اور کتاب اللہ سے ان کا شغف اتنا زیادہ تھا کہ پورا قرآن ختم

کرتے تھے چونکہ وہ غلام تھے اور خدمت گزاری کی وجہ سے دن میں آرام کرنے کا موقع نہ ملتا تھا اس لیے رات میں پورا قرآن ختم کرنے میں ان کو مشقت ہوئی تھی اس لیے کچھ دنوں کے بعد دو راتوں میں قرآن ختم کرنے کا معمول بنایا لیکن اس میں بھی ان کو رات کے اکثر حصے میں جاگنا پڑتا تھا اس لیے کچھ دنوں کے بعد تین راتوں میں قرآن ختم کرنے کا معمول بنا لیکن اس میں بھی ان کو دشواری و پریشانی ہوتی تھی بعض صحابہ سے ان کی ملاقات ہوئی تو انھوں نے اپنی یہ پریشانی بیان کی انھوں نے مشورہ دیا کہ ہفتہ میں قرآن ختم کیا کریں اس کے بعد ہفتہ میں قرآن ختم کرنے کا انھوں نے دستور بنالیا اب رات کو کچھ دیر آرام بھی کر لیتے، زندگی آرام سے کٹنے لگی۔

کچھ دنوں کے بعد رفیع بن مہران ایک خاتون کی غلامی میں آگئے جو بڑی دیندار اور پرہیزگار وعبادت گزار تھیں، وہ اپنی لازمی ضروریات پوری کرا کے ان کو فارغ کر دیتیں فراغت کے اوقات ملے تو انکا علمی شغف وانہماک اور زیادہ ہو گیا، خاتون نے ان کی علمی لگن دیکھی تو ایک دن نماز جمعہ کے لیے رفیع بن مہران کے ساتھ وہ مسجد پہنچیں، مسجد جب کچا کھچ بھر گئی تو وہ کھڑی ہو گئیں اور اپنے غلام کے ہاتھ پکڑ کر بلند کیا اور اعلان کیا۔

اے مسلمانان مسجد گواہ رہنا، میں نے اپنے اس غلام کو صرف رضاء الٰہی کے لیے آزاد کیا اب ہر شخص کا فرض ہے کہ اس کے ساتھ شریفانہ برتاؤ کرے۔ نماز ختم ہوئی تو خاتون رضاء الٰہی سے اپنا دامن بھرے خوش خوش اپنے گھر پہنچیں اور رفیع بن مہران نے زندگی کی اس نئی شام کے گیسو سنوارنے کے لیے حوصلوں کی فلک پیمائی شروع کر دی، لیکن ان کی یہ فلک پیمائی صرف حصول علم کی حد تک محدود ہوتی تھی، اس سلسلہ میں وہ بصرہ سے سفر کر کے مدینہ آتے جاتے تھے۔

حضرت صدیق اکبرؓ کی وفات سے کچھ دن پہلے وہ مدینہ حاضر ہوئے اور ان سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اس کے بعد حضرت عمر فاروقؓ سے ملاقات کی سعادت حاصل کی، انھیں قرآن سنایا اور ان کی اقتدا میں نماز ادا کی۔

اب کتاب اللہ کی طرح حدیث رسول اللہ ﷺ کا علم حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوا بصرہ میں جن تابعین سے ملاقات ہوئی ان سے احادیث سنیں اور نقل کیں لیکن ان کی خواہش وکوشش ہوتی کہ صحابہ سے احادیث سنیں تاکہ ان کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان صرف ایک واسطہ رہے چنانچہ مدینہ پہنچ کر وہ صحابہ سے احادیث اخذ کرنے لگے عبداللہ بن مسعودؓ، ابی بن کعبؓ، ابو ایوب انصاریؓ، ابو ہریرہؓ وابن عباس رضی اللہ عنہم اجمعین وغیرہ سے خوب خوب احادیث اخذ کیں۔

صرف مدینہ کے راویان حدیث سے حدیث اخذ کرنے پر انھوں نے اکتفا نہ کیا بلکہ اس کے لیے مختلف مقامات کا سفر بھی کیا جہاں کہیں علم حدیث کا سراغ ملتا وہاں پہنچے، وہاں کے محدث سے ملاقات کر کے اس کے پیچھے نماز ادا کرتے، اگر اس کی نماز اور قرأت قرآن ان کے دل کو لگتی تو اس سے تحصیل علم کرتے ورنہ واپس آجاتے، وہ کہا کرتے تھے جو شخص نماز وقرأت میں کوتاہ ہو وہ دوسرے معاملات میں بھی کوتاہ ہی ہوگا، اس لیے اس کی حدیث کو میں لائق استفادہ نہیں سمجھتا۔

ابوالعالیہ عالم باعمل تھے اس لیے علم کا نور اور تمکنت ان کے چہرے بشرے سے بھی ظاہر ہوتا تھا اور علم کا نور جب عمل کے نور سے ملتا تھا تو احساس وشعور کی آنکھیں اسے بے حجابہ دیکھ لیتی تھیں، ان کے ایک شاگرد نے ان کو وضو کرتے ہوئے دیکھا، پانی کے قطرے ان کے چہرے سے ٹپکتے تھے ایسا لگتا جیسے طہارت کا نور ٹپک رہا ہو، انھوں نے استاد کو مبارک باد دی اور کہا۔

"طہارت وپاکیزگی والوں کو اللہ حقیقۃً محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے"

انھوں نے شاگرد سے کہا

"پانی سے آلائشوں کو دھو لینا ہی پوری طہارت نہیں ہے بلکہ اصل اور مکمل طہارت یہ ہے کہ انسان تقویٰ کے پانی سے گناہ کا چہرہ دھو ڈالے۔

وہ طلبہ کو قرآنی علوم حاصل کرنے کی ترغیب دیتے تھے اور قرآن یاد کرنے کا طریقہ بتاتے تھے وہ کہا کرتے تھے کہ قرآن کی پانچ پانچ آیتیں یاد کیا کرو کہ یہ آسان بھی ہے اور اس طرح سے جو کچھ یاد کیا جائے گا وہ پختہ بھی ہوگا دیکھو جبرئیل علیہ السلام بھی بسا اوقات پانچ پانچ آیات ہی لے کر نبی اکرم ﷺ کے پاس تشریف لاتے۔

ابوالعالیہ کو رسول اکرم ﷺ کے عدم ملاقات کا ہمیشہ رنج وافسوس رہا اس کی تلافی کے لیے وہ ان صحابہ کی خدمت میں کثرت سے حاضری دیتے جن کے رسول اکرم ﷺ سے گہرے قریبی تعلقات تھے، وہ صحابہ بھی ان کو اپنی ذات سے زیادہ لائق احترام سمجھتے تھے اور اسی طرح ان کی قدر ومنزلت بھی کرتے تھے، ایک بار کا واقعہ ہے کہ عبداللہ بن عباسؓ کی خدمت میں پہنچے وہ اس وقت

حضرت علیؓ کی طرف سے بصرہ کے گورنر تھے انھوں نے ان کی اس درجہ پذیرائی کی کہ تخت پر اپنے پہلو میں بٹھایا، کچھ سرداران قریش باہم چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ عبداللہ بن عباس کو دیکھو اگر ہمارے ہوتے ہوئے ایک غلام کو تخت پر بٹھالیا اور ہمارا کوئی خیال نہیں کیا، عبداللہ بن عباسؓ نے ان کی پیشانیاں شکن آلود دیکھیں تو بولے:

"شرفا کے شرف و بزرگی میں علم چار چاند لگا دیتا ہے اور ان کو وہ مرتبہ و مقام عطا کرتا ہے کہ بغیر عہدہ کے تخت نشینی ان کو زیب دیتی ہے۔

خادم رسول حضرت انسؓ سے ابوالعالیہ کو زیادہ تعلق تھا، ایک بار انھوں نے ان کو ایک سیب دیا تو وہ خوشی سے بار بار اس کو چومنے اور کہنے لگے:

جس نے اللہ کے رسول ﷺ سے ہاتھ ملایا ہو اس کے ہاتھ کا سیب میرے ہاتھ میں، اے خوشا نصیب۔

ایک بار جہاد میں شریک ہونے کی تیاری کی ساری تیاری مکمل کرلی اور کوچ کا وقت آیا تو اچانک ان کے پیر میں درد محسوس ہوا رفتہ رفتہ درد بڑھتا اور ناقابل برداشت ہوتا گیا تو طبیب سے رجوع کیا طبیب نے بتایا کہ پیر میں گینگرین ہوگیا ہے، انھوں نے پوچھا یہ کیا بیماری ہے؟ طبیب نے بتایا یہ وہ بیماری ہے جو کسی عضو کو لگتی ہے تو اس کو کھا جاتی ہے اور پھر دوسرے عضو میں منتقل ہو جاتی ہے اسی طرح ایک ایک عضو کو کھا کر وہ دوسرے میں منتقل ہوتے ہوتے پورے جسم کو فنا کر دیتی ہے، اس لئے اس کا علاج صرف یہ ہے کہ متاثرہ عضو کو کاٹ کر جسم سے علیحدہ کر دیا جائے چنانچہ پیر کو کاٹنے کی تیاری ہوئی کاٹنے سے پہلے طبیب نے بیہوشی کی دوا پلانی چاہی، انھوں نے کہا اسکی کوئی ضرورت نہیں، صرف کسی خوش الحان قاری کو بلایا جائے اس کی تلاوت سے جب میری کیفیت دگرگوں محسوس ہو تو پیر کاٹ لیا جائے مجھے کسی تکلیف کا احساس نہیں ہوگا، چنانچہ ایک قاری لایا گیا اس نے قرآن کی تلاوت شروع کی تھوڑی دیر میں ان کا چہرہ سرخ ہوگیا، آنکھیں اوپر کو تک گئیں، طبیب نے آپریشن شروع کردیا، ان پر ایسی محویت طاری تھی کہ کسی چیز کا کوئی احساس ہی نہ ہوا حالانکہ پوری ٹانگ کاٹ کے علیحدہ کردی گئی طبیب نے پوچھا کہ آپ کو کسی تکلیف کا کوئی احساس کیوں نہیں ہوا انھوں نے جواب دیا:

(باقی ص [illegible])

مقالات

عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی دنیا میں آمد

یوسف بن عبداللہ بن یوسف الوابل

عیسیٰ علیہ السلام کا حلیہ عیسیٰ علیہ السلام متوسط قد کے تھے، رنگ سرخ اور بال گھونگھریالا تھا سینہ چوڑا اور بال اتنا لمبا رکھتے کہ وہ دونوں مونڈھوں تک لٹکتے رہتے، صحیحین میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اسراء و معراج کی رات میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو وہ درمیانہ قد کے اور سرخ رنگ کے تھے ایسے لگ رہے تھے گویا ابھی ابھی غسل خانہ سے نکل کر آرہے ہوں۔ (بخاری ۶/۴۷۷، کتاب احادیث الانبیاء)

بخاری شریف میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کشادہ سینے والے، گھونگھریالے بالوں والے اور سرخ رنگ کے تھے۔ (۶/۴۷۷)

آپ کی تشریف آوری کی کیفیت جب دجال کا فتنہ عام ہو جائے گا اور پوری زمین اس کے فتنے سے بھر جائے گی تو آپ جامع اموی دمشق کے مشرقی گنبد پر نازل ہوں گے، آپ کے جسم پر زعفران لگے ہوئے دو کپڑے ہوں گے، آپ اپنے دونوں ہاتھوں کو دو فرشتوں کے پروں پر رکھے ہوئے ہوں گے جب آپ اپنا سر جھکائیں گے تو پانی کے قطرات ٹپک پڑیں گے اور جب اٹھائیں گے تو اس سے موتیاں جھڑ رہی ہوں گی، آپ کی سانس کی ہوا جس کافر کو لگے گی اس کا انتقال ہو جائے گا جس وقت آپ دنیا میں تشریف لائیں گے اس وقت اہل حق دجال سے جنگ کے لئے دمشق میں جمع ہوں گے۔

آپ مشرقی گنبد پر اس لئے نازل ہوں گے کیونکہ اس منارہ کے جل جانے کے بعد اس کی دوبارہ تعمیر ۷۴۱ھ میں نصاریٰ سے حاصل شدہ مال غنیمت سے ہوئی تھی تو اس پر آپ کا نزول نصاریٰ کے باطل پر ہونے کی ایک اہم دلیل ہوگی۔

آپ علیہ السلام کے نزول کے دلائل (۱) "وانه لعلم للساعة" (سورۃ الزخرف

اور یقیناً قیامت سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قیامت کے قریب ہونے کی نشانی ہوگی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ علم سے مراد ہے قیامت سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہے (دیکھیے مسند احمد ۳/۳۲۹ حدیث رقم ۲۹۲۱) حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ "انہ" میں ضمیر کا مرجع عیسیٰ علیہ السلام ہیں کیونکہ یہ آیت آپ ہی کے ذکر کے سیاق میں وارد ہے، اس سے آپ کے معجزات مراد لینا صحیح نہیں ہے اور ضمیر کا مرجع قرآن کریم لینا تو سیاق وسباق کی صریح خلاف ورزی ہے۔

(تفسیر ابن کثیر ۷/۲۲۳)

(۲) ارشاد باری ہے: "وقولهم انا قتلنا المسيح عيسى بن مريم رسول الله وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم ..... الى قوله" وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته ويوم القيامة يكون عليهم شهيدا" سورة النساء (۱۵۷، ۱۵۹)

اور یہ سبب ان کے اس دعوے کے کہ ہم نے مسیح ابن مریم اللہ کے رسول کو قتل کیا حالانکہ نہ تو انہوں نے اس کو قتل کیا نہ سولی دی بلکہ معاملہ ان کے لئے گھپلا کر دیا گیا۔ قتل انہوں نے اس کو ہرگز نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ غالب اور حکیم ہے اور اہل کتاب میں سے کوئی نہیں ہے جو اس کی موت سے پہلے اس کا یقین نہ کرلے اور قیامت کے دن وہ ان پر گواہ ہوگا۔

یہ آیتیں اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ یہودیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو نہ تو قتل کیا اور نہ ہی تختہ دار پر لٹکائے بلکہ اللہ تعالیٰ نے انھیں آسمان پر اٹھالیا جیسا کہ سورہ آل عمران کی یہ آیت دلالت کرتی ہے "واذ قال الله عيسى انى متوفيك ورافعك الى" اور یاد کیجئے جب اللہ تعالیٰ نے کہا تھا اے عیسیٰ میں تمہیں جسم وروح کے ساتھ اوپر اٹھالوں گا (آل عمران ۵۵)

آیت مذکورہ میں وارد لفظ "توفی" کے معنی کسی شئی کو پورا پورا لینے کے ہیں موت دینے کے معنی میں اس لفظ کا استعمال حقیقۃً نہیں بلکہ مجازاً ہوا ہے یہاں مندرجہ ذیل قرائن اس بات کے خلاف ہیں کہ اس کے معنی یہاں موت دینے کے لئے جائیں۔

ایک یہ کہ یہ موقع اللہ تعالیٰ کی طرف سے سیدنا مسیح علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کے لئے بشارت اور وعدہ نصرت کا ہے جملہ رسولوں کی سرگزشتیں اس امر کی شاہد ہیں کہ جب ان قوموں نے ان کے قتل کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی حفاظت ونصرت کی بشارت دی ہے یہاں بھی آیت پر نگاہ

ڈالیے تو معلوم ہوگا کہ پوری آیت بشارت اور وعدہ نصرت ہی کی ہے اس سیاق وسباق میں آخر یہ کہنے کا کیا محل ہے کہ میں تمہیں موت دینے والا ہوں یہ تو وہی چیز ہوئی جس کے خواہاں یہود تھے فرق صرف ذریعے کا ہوا کہ موت یہود کے ہاتھوں نہیں بلکہ قدرت کے ہاتھوں واقع ہوتی۔

دوسرا یہ کہ اگر اس لفظ سے یہاں موت دینا مراد ہے تو اس کے بعد "رافعک الی" کے الفاظ بالکل غیر ضروری ہو کے رہ جاتے ہیں آخر یہ کہنے کا کیا فائدہ ہے کہ میں تمہیں موت دینے والا اور اپنی طرف اٹھالینے والا ہوں، موقع دلیل ہے کہ یہاں متوفیک کے بعد "رافعک الی" کے الفاظ "توفی" کے مفہوم کو واضح کر رہے ہیں کہ تمہاری توفی کی شکل یہ ہوگی میں تمہیں اپنی طرف اٹھالوں گا۔

تیسرا یہ کہ رافعک الی کے معنی مجرد رفع درجات لینا صحیح نہیں ہے اس صورت میں "الی" کا لفظ بے ضرورت ہو کے رہ جاتا ہے اور قرآن میں کوئی بھی لفظ بے ضرورت استعمال نہیں ہوا ہے اگر صرف درجے کی بلندی کا اظہار مقصود ہوتا تو عربیت کے لحاظ سے رافعک کافی تھا الی کی ضرورت نہیں تھی قرآن میں جہاں کہیں یہ لفظ بلندی مرتبہ کے مضمون کے لئے استعمال ہوا ہے بغیر الی کے استعمال ہوا ہے۔ (تدبر قرآن ج ۲/۱۰۳)

ابن جریر کے نزدیک آیت بالا کی صحیح تاویل یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے ہر اہل کتاب آپ پر ایمان لائے گا، حسن بصری کہتے ہیں یعنی عیسیٰ کی وفات سے پہلے یہ ہوگا، خدا کی قسم وہ بروقت زندہ ہیں اور جب دوبارہ تشریف لائیں گے تو جملہ اہل کتاب آپ پر ایمان لائیں گے۔

(تفسیر الطبری ۶/۱۸)

نزول عیسیٰ سے متعلق احادیث

قیامت کے قریب عیسیٰ علیہ السلام کی دنیا میں دوبارہ تشریف آوری متواتر احادیث سے ثابت ہے چند دلائل ہدیہ قارئین کیے جارہے ہیں۔

(۱) خدا کی قسم وہ وقت قریب ہے کہ جب عیسیٰ بن مریم تمہارے درمیان حاکم وعادل کی حیثیت سے نازل ہوں گے وہ صلیب کو توڑ دیں گے، سور کو قتل کریں گے، جنگ کو ساقط کریں گے مال کی اس قدر فراوانی ہوگی کہ زکوٰۃ وصدقات کی رقموں کو کوئی لینے والا نہ ہوگا یہ وہ وقت ہوگا جب ایک سجدہ بھی دنیا اور اسباب دنیا بہتر ہوگا۔ (صحیح البخاری ۶/۴۹۰)

(۲) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تم لوگ کیسے ہوگے اس وقت جب

عیسیٰ ابن مریم تمہارے درمیان نازل ہوں گے اور تمہارا امام وحاکم تمہیں میں سے ہوگا (صحیح البخاری مع الفتح ۶/۴۹۱،۴۹۰)

(۳) جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہوں امت کا ایک گروہ حق کے لئے برابر لڑتا رہے گا تا آنکہ عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے تو ان کے امیر کہیں گے نماز پڑھا دیجئے تو وہ جواب دیں گے کہ نہیں آپ کی امت کے ہی بعض لوگ امامت کریں گے خدا کی جانب سے اس امت کی تعظیم کیلئے یہ حکم دیا گیا ہے۔

(صحیح مسلم ۱۹۳/۲)

(۴) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا "انبیاء کرام اخیافی بھائیوں کے مانند ہیں ان کا دین ایک ہے اور میں عیسیٰ ابن مریم کا زیادہ قریبی ہوں کیونکہ میرے درمیان اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں آیا تو جب وہ دنیا میں دوبارہ آئیں گے تو تم لوگ انھیں پہچان لوگے۔

(مسند احمد ۴۰۰/۲)

نزول عیسیٰ سے متعلق احادیث متواتر ہیں

نزول عیسیٰ سے متعلق احادیث متواتر ہیں "امام طبری لکھتے ہیں کہ نزول عیسیٰ سے متعلق احادیث متواتر ہیں۔ (تفسیر الطبری ۲۹۰/۳)

ابن کثیر کہتے ہیں "متواتر احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ قیامت سے پہلے عیسیٰ ابن مریم امام عادل اور منصف حاکم کی حیثیت سے دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے"

(تفسیر ابن کثیر ۲۳۳/۷)

نواب صدیق حسن خاں لکھتے ہیں "نزول عیسیٰ سے متعلق احادیث بہت زیادہ ہیں امام شوکانی نے ۲۹ حدیثیں بیان کی ہیں جن میں سے بعض صحیح اور بعض حسن اور بعض حسن لغیرہ ہیں نیز متعدد صحابہ کرام کے اقوال وآثار بھی اس باب میں مروی ہیں مختصر یہ کہ مجموعی طور پر یہ حدیثیں تواتر کی حد تک پہنچی ہوئی ہیں (الاذاعہ ۱۶۰)

شیخ غماری کہتے ہیں نزول عیسیٰ سے متعلق احادیث متواتر ہیں جن کا انکار شریعت سے ناواقف افراد ہی کرسکتے ہیں جیسے قادیانی یا ان کے ہم مشرب وہم خیال لوگ۔

(عقیدۃ اہل الاسلام فی نزول عیسیٰ علیہ السلام ۱۴)

شیخ محمد انور شاہ کشمیری، ابوالطیب محمد شمس الحق عظیم آبادی، شیخ احمد شاکر علامہ محمد ناصر الدین البانی اور حافظ ابن حجر العسقلانی نے نزول مسیح سے متعلق احادیث کو متواتر کہا ہے۔

نزول عیسیٰ سے متعلق اہل سنت والجماعت کا عقیدہ

نزول عیسیٰ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک عظیم نشانی ہے متعدد علماء نے اسے اہل سنت والجماعت کے عقیدہ میں بیان کیا ہے۔

امام احمد کہتے ہیں آخرت پر ایمان لانے کا ایک جزء یہ بھی ہے کہ اس بات پر ایمان لایا جائے کہ مسیح دجال آخری زمانے میں نکلے گا تو اس کی پیشانی پر "کافر" لکھا ہوگا نیز عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے اور اسے باب لد کے پاس قتل کریں گے" (طبقات الحنابلہ ۲۴۱/۱۔۲۴۴)

ابوالحسن الاشعری لکھتے ہیں اہل سنت والجماعت دجال کے خروج کی تصدیق کرتے ہیں اور اس بات کی کہ عیسیٰ علیہ السلام اسے قتل کریں گے" مقالات الاسلامیین واختلاف المصلین (۳۴۵/۱)

امام طحاوی لکھتے ہیں قرب قیامت کی نشانیاں جیسے نزول عیسیٰ اور خروج دجال پر ہم ایمان رکھتے ہیں (شرح العقیدۃ الطحاویہ ۵۶۴)

قاضی عیاض کہتے ہیں عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور ان کا دجال کو قتل کرنا درست اور صحیح ہے عقل وشرع میں کوئی چیز اس کی مخالف نہیں ہے۔ (شرح صحیح مسلم ۷۵/۱۸)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ لکھتے ہیں، مسیح علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے یہی وجہ ہے کہ یوسف، ادریس اور ہارون علیہم السلام سے افضل ہونے کے باوجود بھی وہ دوسرے آسمان پر ہیں کیونکہ قرب قیامت انھیں دوبارہ تشریف لانا ہے۔

نزول عیسیٰ علیہ السلام کی حکمت

یہودیوں کے اس باطل گمان کی تردید کے لئے عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا کہ ان لوگوں نے عیسیٰ کو تختہ دار پر لٹکا دیا تھا چنانچہ آپ آکر انھیں بھی اور ان کے سردار دجال کو بھی قتل کریں گے جس سے یہودیوں کے جھوٹ کا پردہ فاش ہوگا۔

۲. عیسیٰ علیہ السلام نے انجیل میں امت محمد ﷺ کی جب فضیلت دیکھی تو دعا کی کہ اے خدا تو مجھے بھی اس امت میں داخل فرما چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور آپ کو آسمان میں باقی رکھا یہاں تک کہ آخری زمانے میں آپ ایک مجدد کی حیثیت سے تشریف لائیں گے۔

امام مالکؒ کہتے ہیں: مجھ تک یہ بات پہونچی ہے نصاریٰ نے جب ان صحابہ کرام کو دیکھا جنھوں نے شام فتح کیا تھا تو وہ کہنے لگے خدا کی قسم یہ لوگ حواریوں سے بھی بہتر ہیں۔

امام ذہبیؒ نے اسی رائے کا لحاظ کرتے ہوئے اپنی کتاب "تجرید أسماء الصحابة" میں عیسیٰ علیہ السلام کا ترجمہ درج کیا ہے وہ لکھتے ہیں: عیسیٰ بن مریم علیہ السلام صحابی اور نبی ہیں کیونکہ معراج کی رات انھوں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا اور آپ ﷺ کی خدمت میں ہدیۂ سلام بھی پیش کیا چنانچہ آپ موت کے اعتبار سے سب سے آخری صحابی ہوں گے۔ (ج ۱/۴۳۲)

۳۔ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا وقت جب قریب آئے گا تو آپ دوبارہ تشریف لائیں گے تاکہ زمین میں آپ کی تدفین ہو سکے کیونکہ مٹی سے پیدا شدہ کسی مخلوق کے لئے زمین کے علاوہ کسی اور مقام پر مرنا جائز نہیں اور اتفاق سے آپ کی تشریف آوری کے وقت عہد دجال بپا ہوگا چنانچہ آپ اسے قتل کریں گے۔

۴۔ آپ کی دوبارہ تشریف آوری عیسائیوں کے اوہام اور باطل معتقدات کی تکذیب کے لئے ہوگی چنانچہ آپ اپنے ہاتھوں سے صلیب توڑیں گے، سور کو قتل کریں گے اور جزیہ کو ساقط کریں گے، آپ کے عہد میں اسلام کے علاوہ کوئی اور دین باقی نہ رہے گا۔

عیسیٰ علیہ السلام کس شریعت کی پیروی کریں گے

عیسیٰ علیہ السلام شریعت محمدیہ کے مطابق فیصلہ کریں گے، آپ محمد عربی کے پیروکاروں میں سے ایک ہوں گے کوئی نئی شریعت آپ لے کر نہ آئیں گے کیونکہ دین اسلام خاتم الادیان ہے جو تا قیامت باقی رہے گا، منسوخ نہ ہوگا چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام اس امت کے حاکموں میں سے ایک حاکم اور مجدد دین ہوں گے صحیح مسلم میں ہے کہ آپ کتاب الٰہی اور سنت رسول کے مطابق امامت کریں گے۔ (۱۹۳/۲)

امن وامان اور برکتوں کا نزول

آپ کا عہد امن وامان اور خوشحالی وفارغ البالی کا عہد ہوگا، بارش کا نزول کثرت سے ہوگا زمین خوب خوب ثمر آور ہوگی، مال کی کثرت وفراوانی ہوگی، بغض وحسد اور نفرت کا شائبہ تک نہ ہوگا، صحیح مسلم میں ہے کہ دجال کے خاتمہ کے بعد اتنی موسلا دھار بارش ہوگی کہ پوری سطح زمین اس سے چمک اٹھے گی اور پھر زمین کو حکم ہوگا کہ وہ اپنے غلے اگا دے اور برکتوں کو اگل دے چنانچہ لوگوں کی ایک جماعت ایک انار کو کھائے گی اور اس کے چھلکے سے سایہ حاصل

کرے گی۔ اور دودھ میں اس قدر برکت دی جائے گی کہ ایک اونٹنی کا دودھ ایک بڑی جماعت کے لئے اور ایک گائے کا دودھ پورے ایک قبیلہ کے لئے اور ایک بکری کا دودھ لوگوں کی ایک چھوٹی سی جماعت کے لئے کافی ہوگا۔ (صحیح مسلم ۶۳/۱۸)

مسند الامام احمد میں ہے کہ آپ کے زمانے میں پوری زمین امن وامان سے پر ہو جائے گی، یہاں تک کہ شیر اونٹوں کے ساتھ اور تیندوے گایوں کے ساتھ اور بھیڑیاں بکریوں کے ساتھ چریں گی اور بچے سانپوں سے کھیلیں گے یہ سانپ انھیں نقصان نہ پہونچائیں گے۔ (۴۰۶/۲) حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے (۴۹۱/۶)

نزول کے بعد دنیا میں آپ کی بقا کی مدت اور وفات

بعض روایتوں میں دوبارہ تشریف لانے کے بعد دنیا میں آپ کے اقامت کی مدت سات سال (صحیح مسلم ۷۵/۱۸) اور بعض میں چالیس سال بتائی گئی ہے، سات سال دوبارہ تشریف لانے کے بعد اور ۳۳ سال آسمان پر اٹھائے جانے سے پہلے آپ رہ چکے تھے کیونکہ تیس سال کی عمر میں آپ کو نبی بنایا گیا اور تین سال بعد آپ کو آسمان پر اٹھا لیا گیا۔

☆☆☆

(بقیہ ابوالعالیہ)

"محبت الٰہی کی لذت اور کلام الٰہی کی حلاوت حاصل ہو تو تکلیف لذت بخش ہو جاتی ہے" پھر اپنی کٹی ہوئی ٹانگ ہاتھ میں لی اور کہا "قیامت کے دن جب اللہ سوال کرے گا کہ چالیس سال کی مدت میں کبھی تجھ کو حرام کے لئے میں نے استعمال کیا کوئی غیر مباح کام تجھ سے لیا تو میں کہوں گا نہیں اور ان شاء اللہ اس نہیں کہنے میں راستباز قرار پاؤں گا۔

ابوالعالیہ کے فکر آخرت کی شان یہ تھی کہ انھوں نے ایک کفن تیار رکھا تھا، اس کو ہر ماہ پہنتے اور پھر اتار کر رکھ دیتے۔

تندرستی کی حالت میں انھوں نے سترہ بار وصیت لکھی اور ہر بار وصیت کی ایک رات مقرر کر دیتے، جب وہ رات گذر جاتی تو اس میں ترمیم کر دیتے یا علیٰ حالہ باقی رکھتے، آخر کار ۹۳ھ شوال کے مہینے میں وہ اپنے رب سے جا ملے اس کی رحمتوں کا یقین لے کر، اس کے حبیب ﷺ کا شوق ملاقات لے کر اور اپنی پاکی داماں کی حکایت لے کر۔

☆☆☆

مقالات

چوپائے کا خروج

یوسف بن عبداللہ بن یوسف الوابل

آخری زمانے میں زمین سے ایک چوپائے کا نکلنا قرآن وسنت سے ثابت ہے۔ قرآن مجید میں ہے: "واذا وقع القول عليهم اخرجنا لهم دابة من الأرض تكلمهم ان الناس كانوا بآياتنا لا يوقنون" (سورۃ النمل ۸۲)

اور جب ان پر عذاب کا قول چسپاں ہوگا تو ہم ان کے لئے زمین سے ایک چوپایہ نکالیں گے جو لوگوں سے گفتگو کرے گا کہ لوگ ہماری آیات پر یقین نہیں لا رہے ہیں۔

"وقع القول عليهم" کی تفسیر بیان کرتے ہوئے علماء کہتے ہیں: یہ اس وقت ہوگا جب معصیت ونافرمانی عام ہوجائے گی، سرکشی اور فجور حد سے زیادہ بڑھ جائے گا اور لوگ آیات الٰہی پر تدبر کرنا اور اس پر عمل کرنا چھوڑ دیں گے، کسی واعظ کی نصیحت نفع بخش نہ ہوگی اور کوئی منبہ انھیں ان کی گمراہی سے نہ روک سکے گی تو اس وقت ایک چوپائے کا خروج ہوگا جو لوگوں سے مناظرہ کرے گا۔

احادیث نبویہ | ۱. ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تین چیزوں کا جب خروج ہوگا تو کسی بھی ایسے شخص کو جو پہلے سے صاحب ایمان نہ رہا ہو یا جس نے اپنے ایمان میں اخلاص پیدا نہ کیا ہو، اس کا ایمان اسے نفع نہ دے گا، سورج کا مغرب سے طلوع، دجال کا خروج اور چوپائے کا ظہور" (صحیح مسلم ۱۹۵/۲)

۲. "سب سے پہلی نشانی جو ظاہر ہوگی وہ مغرب سے سورج کا طلوع ہونا ہے اور چاشت کے وقت چوپائے کا خروج ہے ان دونوں نشانیوں میں سے جو نشانی بھی پہلے واقع ہوگی تو دوسری اس کے فوراً بعد ظاہر ہوگی۔ (صحیح مسلم ۱۸/۷۷-۷۸)

۳. ابوامامہؓ روایت کرتے ہیں کہ: چوپایہ نکلے گا تو لوگوں کی ناک پر داغ لگائے گا پھر تمہارے درمیان ان کی تعداد بڑھ جائے گی" (مسند احمد ۲۶۸/۵)

۴. امام مسلم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "چھ چیزوں کے ظہور سے پہلے نیک اعمال میں ایک دوسرے سے سبقت لے جاؤ" اور آپ نے ان چیزوں میں ایک چوپائے کا تذکرہ کیا" (صحیح مسلم ۱۸/۸۷)

۵. ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ ﷺ نے فرمایا: "چوپایہ نکلے گا اور اس کے ساتھ موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی اور سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی ہوگی چنانچہ وہ چوپایہ کافروں کی ناک پر داغ لگائے گا اور لاٹھی کے ذریعہ مومن کے چہرے کو منور کرے گا یہاں تک کہ ایک دسترخوان پر بیٹھے ہوئے لوگ ان نشانات کی بنا پر کسی کو مومن اور کسی کو کافر کہیں گے۔" (مسند احمد ۲۹۵/۱۵، شیخ احمد شاکر نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے)

چوپایہ کی جنس | یہ چوپایہ کس جنس سے ہوگا اس کی تعیین میں علماء کی رائیں مختلف ہیں مشہور اقوال درج ذیل ہیں:

(۱) چوپایہ صالح علیہ السلام کی اونٹنی کا بچہ ہے جب اونٹنی کی کونچیں کاٹ دی گئیں تو بچہ بھاگ چلا اور ایک پتھر کھل گیا اور وہ اس کے اندر داخل ہوگیا پھر پتھر اس کے اوپر ڈھک گیا چنانچہ وہ اس پتھر کے نیچے ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے آخری زمانے میں وہ نکلے گا۔ (تفسیر القرطبی ۲۳۵/۱۳)

امام قرطبی نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے "وهي ترغو بين الركن والمقام" (منحة المعبود ترتيب مسند الطيالسي ۲۲۰/۲) وہ رکن ومقام کے درمیان بلبلا رہا ہوگا، امام قرطبی کہتے ہیں کہ لفظ "رغاء" اونٹ کے بلبلانے ہی کے لئے آتا ہے، البتہ یہ حدیث ضعیف ہے کیوں کہ اس میں ایک راوی طلحہ بن عمرو متروک ہیں۔

۲. چوپایہ سے مراد جساسہ ہے، جو آخری زمانے میں دجال کے لئے جاسوسی کے خاطر ظاہر ہوگا۔

۳. چوپایہ سے مراد وہ اژدہا ہے جو خانہ کعبہ کی دیوار پر لٹکا ہوا تھا اور جسے عقاب نے اس وقت اچک لیا تھا جب قریش اس کی از سر نو تعمیر کرنا چاہ رہے تھے، امام قرطبی نے "کتاب النقاش" کے حوالہ سے اس قول کی نسبت ابن عباسؓ کی جانب کی ہے لیکن اس کی کوئی دلیل انھوں نے نہیں دی ہے۔ (تفسیر القرطبی ۲۳۶/۱۳)

۴. چوپایہ حقیقت میں ایک مناظر انسان ہوگا جو فرق باطلہ سے مناظرہ کرے گا تا کہ حق وباطل واضح ہو جائے، لیکن یہ رائے صحیح نہیں ہے کیوں کہ اگر اس سے مراد کوئی انسان ہی ہے تو آخر کسی مناظر

انسان کا ظہور خارق عادت کیوں کر ہو جائے گا نیز ایسے عالم و فاضل اور محقق انسان کو چوپائے سے تعبیر کرنا علماء کی تعظیم کے خلاف اور فصحاء کے بیان کے مخالف ہوگا۔

۵. چوپایہ سے مراد حیوان نہیں بلکہ ہر وہ چیز ہے جو زمین پر رینگتی ہو شاید اس سے مراد وہ خطرناک جراثیم ہوں جو انسان کی صحت پر کافی برے اثرات ڈالتے ہیں بلکہ بسا اوقات یہ جراثیم انسان کو زخمی بنا دیتے ہیں یا قتل کر دیتے ہیں۔ یہ رائے ابو عبیدہ کی ہے (دیکھئے النہایۃ فی الفتن ۱۹۰/۱)

مذکورہ بالا رائے درست نہیں ہے کیوں کہ:

۱. خطرناک جراثیم قرب قیامت ظاہر نہیں ہوں گے بلکہ یہ تو قدیم زمانے ہی سے موجود ہیں جب کہ جس چوپائے کا تذکرہ یہاں ہو رہا ہے وہ ابھی تک ظاہر نہیں ہوا ہے۔

۲. جراثیم عموماً غیر مرئی ہوتے ہیں، خالی آنکھوں سے نظر نہیں آتے جب کہ آپ ﷺ نے اس کے جن احوال کا تذکرہ کیا ہے اس سے اس کا مرئی ہونا ثابت ہوتا ہے مثلاً اس کے ساتھ عصائے موسیٰ اور خاتم سلیمان علیہ السلام کا ہونا۔

۳. یہ دابہ لوگوں کی ناکوں پر داغ لگائے گا جس سے کافر کی ناک سیاہ اور مومن کا چہرہ روشن ہو جائے گا اور یہ جراثیم تو ان سے یہ عمل صادر نہیں ہوتا ہے۔

میرا یہ خیال ہے کہ شاید ابو عبیدہ نے یہ رائے اس لئے اختیار کی ہو کیوں کہ چوپائے کی صفت میں مختلف متعارض اقوال پائے جاتے ہیں لیکن یہ صفات غیر مستند ہیں۔

صحیح بات یہ ہے کہ آخری زمانے میں ایک چوپائے کا خروج ہوگا جو لوگوں سے گفتگو کرے گا اور اس چوپائے کا لوگوں سے گفتگو کرنا لوگوں کے لئے ایک عظیم نشانی ہوگی جو اس بات پر دلالت کر رہی ہوگی کہ لوگ آیات الٰہی کو جھٹلانے کی بنا پر اللہ کے عذاب کے مستحق ہو چکے ہیں اس چوپائے کی گفتگو اور لوگوں سے بات کرنے کی تائید اس امر سے بھی ہوتی ہے اس کا تذکرہ اس سورۃ میں ہوا ہے جس میں کیڑوں مکوڑوں، مختلف چڑیوں اور جنوں کی سلیمان علیہ السلام سے گفتگو کا تذکرہ ہوا ہے چنانچہ اس سیاق میں چوپائے کا تذکرہ اور لوگوں سے اس کا گفتگو کرنا سورۃ کے ظاہری مظاہر اور اس کی عام فضا سے مناسب و موزوں ہے (فی ظلال القرآن ۲۶۶۷/۵)

احمد شاکر کہتے ہیں: ’’لفظ ’’دابہ‘‘ کے معنی عربی میں چوپائے کے آتے ہیں یہ لفظ کسی تاویل کا

محتاج نہیں، اور متعدد صحیح احادیث اس کے خروج پر دلالت کرتی ہیں، البتہ اس کی صفات سے متعلق آثار ضعیف ہیں، لہٰذا ان کو نہ ماننے میں کوئی حرج نہیں البتہ ہمارے زمانے کے بعض مفکرین جو مغربی مادی تہذیب سے متاثر ہیں وہ خارق عادت ان امور کی طرح طرح کی تاویل کرتے ہیں۔ (شرح احمد شاکر لمسند احمد ۸۲/۱۵)

چوپائے کا خروج کہاں ہوگا بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس کا ظہور مسجد حرام میں ہوگا اس رائے کی تائید طبرانی کی اس روایت سے ہوتی ہے ’’چوپائے کا خروج سب سے بڑی و عظیم مسجد سے ہوگا‘‘ (مجمع الزوائد ۷/۸)

ایک دوسری رائے یہ ہے کہ پہلے وہ کسی وادی میں ظاہر ہوگا۔ (مستدرک الحاکم ۴۸۴/۴)

حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں: ’’قیامت سے پہلے صفا پہاڑ مکہ کا پھٹے گا اس میں سے ایک جانور نکلے گا جو لوگوں سے باتیں کرے گا کہ اب قیامت نزدیک ہے اور سچے ایمان والوں کو اور جھوٹے منکروں کو نشان دے کر جدا کر دے گا‘‘

چوپائے کا عمل چوپایہ جب نکلے گا تو وہ مومن و کافر کو داغ لگائے گا جس سے کافر کا چہرہ سیاہ اور مومن کا چہرہ روشن و منور ہو جائے گا۔

قرآن کریم میں ہے ’’ہم ان کے لئے زمین سے ایک چوپائے کو نکالیں گے جو لوگوں سے گفتگو کرے گا‘‘ (سورۃ النمل ۸۲)

آیت مذکورہ میں وارد لفظ ’’تکلمہم‘‘ کی دو مشہور قرأتیں ہیں۔

(۱) ’’تکلمہم‘‘ یعنی وہ لوگوں سے گفتگو کرے گا۔

(۲) ’’تکلمہم‘‘ یعنی وہ لوگوں کو زخمی کرے گا۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ چوپایہ یہ دونوں کام کرے گا، لوگوں سے گفتگو بھی اور ان کے ناکوں پر داغ بھی لگائے گا، ابن کثیرؒ کہتے ہیں یہ رائے موزوں اور عمدہ ہے۔

اس کے ظہور کی حکمت دابۃ الارض کے ذریعہ یہ دکھلانا مقصود ہے کہ جس چیز کو تم پیغمبروں کے کہنے سے نہ مانتے تھے آج وہ ایک جانور کی زبانی ماننی پڑ رہی ہے مگر اس وقت کا ماننا نافع نہیں بھر صرف مکذبین کی تخجیل و تحمیق مقصود ہے ماننے کا جو وقت تھا گزر گیا۔

☆☆☆

بحث ونظر

حکومت الٰہیہ کے قیام کی شرائط

مفتی کلیم رحمانی۔ پوسد۔ مہاراشٹر

دین اسلام کے بہت سے احکام ہیں جن کو پورا کرنے کے لیے کچھ شرائط ہیں۔ ان ہی میں سے ایک حکم حکومت الٰہیہ کا قیام ہے۔ بنیادی طور پر حکومت الٰہیہ کے قیام کے لیے پانچ شرائط ہیں اور یہ پانچوں ہی چیزیں آنحضورﷺ کی ایک حدیث سے اچھی طرح واضح ہوتی ہیں۔

عن الحارثؓ الاشعری قال قال رسول ﷺ امرکم بخمس بالجماعة والسمع والطاعة والهجرة والجهاد فی سبیل الله (رواہ احمد و ترمذی)

ترجمہ۔ حضرت حارثؓ اشعری سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا میں پانچ چیزوں کا حکم دیتا ہوں، جماعت کو لازم پکڑنے، سننے اور اطاعت کرنے کا اور اللہ کی راہ میں ہجرت اور جہاد کرنے کا۔

مذکورہ پانچ چیزوں کے ساتھ اگرچہ یہ وضاحت نہیں ہے کہ یہ حکومت الٰہیہ کی شرائط ہیں، لیکن حدیث کے پیغام پر غور کرنے سے بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ یہ پانچوں ہی چیزیں حکومت الٰہیہ کے قیام کی شرائط سے تعلق رکھتی ہیں۔

ان چیزوں کا حکومت الٰہیہ کے قیام سے تعلق ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ حدیث رسول ﷺ میں ان پانچ چیزوں کا اطلاق غلبۂ دین کی کوشش پر ہوتا ہے اور غلبۂ دین ہی کا دوسرا نام حکومت الٰہیہ کا قیام ہے۔

غرض یہ کہ مذکورہ پانچوں ہی چیزوں کا حکومت الٰہیہ کے قیام سے اتنا گہرا تعلق ہے جو شرط کے درجہ میں آجاتا ہے۔ ان پانچ چیزوں میں سب سے پہلی چیز جماعت ہے مطلب یہ کہ جماعت سے وابستہ رہنا اور جماعت نہ ہو تو جماعت قائم کرنا۔ جماعت سے مراد وہ جماعت ہے جو دین کے اخلاقی وسیاسی غلبہ کے لئے قائم کی گئی ہو اور اس کے لئے کوشاں ہو۔ اسلام میں جماعت کی بہت زیادہ اہمیت ہے کیونکہ اس کے بغیر ایک قدم بھی غلبۂ دین کا راستہ طے نہیں

کیا جاسکتا اور اس لئے بھی کہ جماعت کے ساتھ اللہ کی خصوصی مدد ہوتی ہے جیسا کہ فرمان رسول ﷺ ہے۔ وید الله علی الجماعة (ابن ماجه) یعنی اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔ ساتھ ہی جماعت کی وجہ سے مشکل کام بھی آسان ہو جاتا ہے اور بغیر جماعت کے آسان کام بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ کے ایک ارشاد سے بھی اسلام میں جماعت کی اہمیت کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے آپؓ نے فرمایا "لا اسلام الا بجماعة ولا جماعة الا بامارة ولا امارة الا بطاعة" (رواہ ابن عبد البر فی الجامع ابن عساکر)

یعنی اسلام بغیر جماعت کے نہیں اور جماعت بغیر امیر کے نہیں اور امیر اطاعت کے بغیر نہیں۔ حضرت عمرؓ کے مذکورہ ارشاد سے جہاں یہ بات واضح ہوئی کہ یہ اسلام کا لازمی تقاضہ جماعت کا قیام ہے تو وہیں یہ بات بھی واضح ہوئی کہ جماعت کا لازمی تقاضہ امیر اور اس کی اطاعت ہے۔

پانچ چیزوں میں سے دوسری اور تیسری چیز امیر کی بات سننا اور اسکی اطاعت کرنا ہے، اسلام میں امیر کی بات سننے اور اطاعت کرنے کی کتنی اہمیت ہے آنحضورﷺ کی ایک حدیث سے بخوبی سمجھا جاسکتا ہے۔ **عن ام الحصین قالت قال رسول ﷺ ان امر علیکم عبد مجدع یقودکم بکتاب الله فاسمعوا له واطیعوا (مسلم شریف)** ترجمہ۔ حضرت ام حصینؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا اگر تم پر کان اور ناک کٹا غلام امیر مقرر کر دیا جائے جو کتاب اللہ کے مطابق حکم دے تو اس کا حکم سنو اور اس کی اطاعت کرو۔ مذکورہ حدیث سے یہ بات بھی واضح ہوئی کہ اسلام میں امیر کی اطاعت مشروط ہے کتاب اللہ کے ساتھ مطلب یہ کہ اگر امیر اللہ کی نافرمانی کا حکم دے تو اسکی اطاعت نہیں کی جائیگی، جیسا کہ آنحضورﷺ نے فرمایا انسان کی اطاعت جائز نہیں کیونکہ اطاعت صرف نیکی اور بھلائی میں کی جاتی ہے۔ ایک دوسری حدیث سے بھی کسی انسان کی اطاعت کی حد اچھی طرح واضح ہوتی ہے آنحضورﷺ نے فرمایا **لاطاعة لمخلوق فی معصية الخالق (شرح السنه مشکوۃ)** یعنی خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے۔ ان حدیثوں سے یہ بات

واضح ہوئی کہ اسلام میں نہ امیر حکم دینے میں آزاد و خودمختار ہے اور نہ امور اطاعت کرنے میں آزاد و خودمختار ہے بلکہ امیر و مامور دونوں ہی معروف کے تابع و پابند ہیں۔

چوتھی چیز ہجرت ہے۔ ہجرت کے لغوی معنی چھوڑنے کے ہیں اور شرعی اصطلاح میں ہجرت یہ ہے کہ اگر کسی مسلمان کیلئے اپنے وطن میں دشمنان اسلام کے غلبہ اور ان کے ظلم کی وجہ سے دین پر عمل کرنا اور غلبہ دین کا کام کرنا ناممکن ہو جائے اور ان کے غلبہ و ظلم کا مقابلہ کرنے کی طاقت بھی نہ ہو تو ایسی صورت میں اپنے وطن کو چھوڑ کر دوسرے مقام پر اس مقصد سے جانا کہ وہاں دین پر عمل کر سکے اور غلبہ دین کا کام کر سکے ہجرت کہلاتا ہے، اور حدیث مذکور میں اسی ہجرت کا حکم ہے۔

ہجرت کی ضرورت پیش آنے پر اسلام میں ہجرت کرنا کتنا ضروری ہے اور نہ کرنا کتنا گناہ ہے قرآن کی ایک آیت سے اچھی طرح سمجھا جا سکتا ہے۔ **ان الذین توفھم الملئکة ظالمی انفسھم قالوا فیم کنتم قالوا کنا مستضعفین فی الارض قالوا الم تکن ارض اللہ واسعة فتھاجروا فیھا فاولئک ماوٰھم جھنم وساءت مصیرا (نساء ۹۷)**

ترجمہ۔ بے شک جن لوگوں نے اپنے آپ پر ظلم کیا تو جب فرشتے ان کی جان نکالتے ہیں تو پوچھتے ہیں

تم کس حال میں تھے وہ ان کی جان نکالتے ہیں تو پوچھتے ہیں تم کس حال میں تھے وہ کہتے ہیں ہم ملک میں بے بس تھے فرشتے کہتے ہیں کیا اللہ کی زمین وسیع نہیں تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے، پس ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بہت بری جگہ ہے۔)

ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہجرت کی فضیلت کو یوں بیان فرمایا۔ **ومن یھاجر فی سبیل اللہ یجد فی الارض مراغما کثیرا وسعة** (نساء ۱۰۰) ترجمہ۔ اور جو کوئی ہجرت کریگا اللہ کی راہ میں تو زمین میں بہت جگہ پائیگا اور وسعت مذکورہ آیت سے یہ بات واضح ہوئی کہ دین کی خاطر اپنے وطن کو چھوڑنے سے کوئی بے سہارا نہیں ہو جاتا بلکہ اللہ اسے بہتر ٹھکانہ عطا کرتا ہے اور آزادی کے ساتھ دین پر عمل کرنے اور اس کو غالب کرنے کی طاقت بھی

عطا کرتا ہے۔

چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ جب آنحضور ﷺ اور صحابہ کرام نے دین کی خاطر مکہ کو چھوڑ کر مدینہ کی طرف ہجرت کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بہتر ٹھکانہ بھی عطا کیا اور آزادی کے ساتھ دین پر عمل کرنے اور اس کو غالب کرنے کی طاقت بھی عطا کی، اور پھر ایک دن وہ بھی آیا کہ جس شہر مکہ سے آنحضور ﷺ اور صحابہ کرامؓ مظلومانہ نکالے گئے تھے اسی شہر مکہ میں فاتحانہ داخل ہوئے، اور اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ حرف بحرف صحیح ثابت ہوا۔ **والذین ھاجروا فی اللہ من بعد ما ظلموا لنبوئنھم فی الدنیا حسنة ولاجر الآخرة اکبر لو کانوا یعلمون (نحل ۴۱)**

ترجمہ۔ اور جن لوگوں نے ہجرت کی اللہ کے واسطے بعد اس کے کہ ظلم اٹھایا تو ضرور ہم انہیں دنیا میں اچھا ٹھکانہ دیں گے اور آخرت کا اجر تو بہت بڑا ہے اگر وہ جانیں۔ اور اللہ کا یہ وعدہ قیامت تک مظلوم مہاجرین کے حق میں ضرور پورا ہوتا رہے گا بشرطیکہ ان کی ہجرت اللہ کے لئے ہو۔ غرضیکہ بعض وقت مسلمان کیلئے دین کی خاطر ہجرت ناگزیر ہو جاتی ہے اس وقت ہجرت سے گریز کرنا گویا دین سے گریز کرنا ہے۔

پانچویں چیز اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے، جہاد کا مطلب اللہ کے دین کو غالب کرنے کیلئے باطل پرستوں سے مسلح جنگ کرنا ہے۔ اسلام میں جہاد کی اہمیت کا اس سے بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اس کے بغیر اسلام دنیا میں غالب آ ہی نہیں سکتا، اگر اس کے بغیر بھی اسلام دنیا میں غالب آ سکتا تھا تو اللہ تعالیٰ قرآن میں بار بار تاکید کے ساتھ مسلمانوں کو جہاد کا حکم نہ دیتا۔ اور پوری اسلامی تاریخ اس پر شاہد ہے کہ آج تک دین اسلام کو کہیں جہاد کے بغیر غلبہ حاصل نہیں ہوا، خود دور نبوی ﷺ اور دور صحابہؓ میں بھی اسلام کو جہاد کے بغیر غلبہ حاصل نہیں ہوا، چنانچہ آنحضور ﷺ جب تک مکہ میں تھے اور جہاد کا عمل جاری نہیں ہوا تھا، اسلام مغلوب تھا، لیکن جب آنحضور ﷺ مدینہ تشریف لائے اور یہاں سے جہاد کا عمل جاری ہوا تو اسلام چند ہی سالوں میں پورے عرب پر غالب آ گیا۔ ماضی میں اگر کسی ملک یا شہر میں جہاد کے بغیر اسلام کے غلبہ کی مثال ملتی ہے تو اس کی اصل وجہ بھی وہاں کے باطل پرستوں کا مسلمانوں کی

جنگی طاقت وقوت سے مرعوب ہوکر اسلام کے غلبہ کو تسلیم کرلیا رہی ہے، گویا عدم لڑائی کے غلبہ میں بھی مسلمانوں کی لڑائی کی قوت کارفرما رہی ہے۔

بعض مسلمان اسلامی اخلاق وکردار کا حوالہ دیکر غلبہ میں جہاد کی اہمیت وضرورت سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر مسلمانوں کے اخلاق وکردار درست ہوجائیں تو اسلام خود بخود دنیا میں غالب آجائے گا اور دنیا کی باطل حکومتیں مسلمانوں کی قدموں میں آجائیں گی۔ یہ بات اگر اسلامی اخلاق کو وسیع تناظر میں کہی جاتی جس میں جہاد بھی شامل ہے تو یقیناً درست ہوتی ، لیکن بدقسمتی سے یہ بات اسلام کی اس اخلاق تناظر میں کہی جاتی ہے جس میں جہاد شامل نہیں ہے۔ اگر جہاد کے بغیر محض دوسرے اخلاق وکردار کی بناء پر اسلام کو غلبہ حاصل ہوجاتا تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر آنحضور ﷺ اور صحابہ کرامؓ میں ایسی اخلاقی کی خرابی تھی جس کی وجہ سے آنحضور ﷺ اور صحابہ کرام کو اسلام کے غالبہ کیلئے کئی جنگیں لڑنی پڑیں اور دنیا کی ایک بھی باطل حکومت بغیر جنگ کے ان کے قدموں میں نہیں آئی ، جبکہ ہمارا ایمان ہے کہ آنحضور ﷺ اخلاق کے سب سے بلند ترین مقام پر فائز تھے جیسا کہ خود قرآن میں گواہی دی چنانچہ فرمایا **وانک لعلیٰ خلق عظیم** (قلم ۴) یعنی بیشک آپ ﷺ عظیم اخلاق پر فائز ہے اسی طرح صحابہ کرامؓ بھی اخلاق وکردار میں بے مثال تھے۔

اگر بغیر جنگ محض دیگر اخلاق کی بناء پر اسلام کو سیاسی غلبہ حاصل ہوسکتا تو کم از کم مکہ میں نبوت کے بعد حاصل ہوجاتا جہاں آنحضور ﷺ کو صادق وامین کہا جاتا تھا، لیکن اس شہر سے بھی آپ کو نکلنا پڑا اور اسلام کو غلبہ تب ہوا جب آپ ﷺ آٹھ ہجری میں جنگی طاقت کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے۔

☆☆☆

مقالات

ہندوؤں کی کتب مقدسہ میں بشارات محمدیہ ﷺ

(آخری قسط)

انیس احمد فلاحی

لفظ نراشنس کے ذریعہ بشارت

اتھروید میں آخری نبی کی آمد کی بشارت "نراشنس" کے ذریعہ دی گئی ہے جو دو لفظوں سے مرکب ہے "نر" جس کے معنی انسان کے آتے ہیں اور "اشنس" جس کے معنی "جس کی تعریف کی گئی ہو" (Praised) کے آتے ہیں اور دونوں لفظوں کے معنی ہوں گے قابل تعریف انسان یا وہ انسان جس کی لوگوں نے تعریف کی ہو۔ ڈاکٹر سلام اللہ صدیقی کی کتاب کے پیش لفظ میں ڈاکٹر رامیش پرشاد لکھتے ہیں ، نراشنس کے معنی عربی میں "محمد" کے آتے ہیں اور آپ ہی کا ذکر اتھروید میں ہوا ہے۔

نراشنس کے اوصاف جو مختلف ہندو کتابوں میں آئے ہیں انھیں سطور ذیل میں پیش کیا جارہا ہے آپ دیکھیں گے ان میں سے ہر ایک وصف آپ ﷺ کی ذات اقدس پر کس طرح بھرپور صادق آرہا ہے جب کہ میرے علم کے مطابق کوئی ایسے ہندو مذہبی رہنما نہیں گزرے ہیں جنھیں ان اوصاف کا حامل کہا جاسکے۔

۱. وہ حسین وجمیل ہوں گے بلکہ روئے زمین پر سب سے خوبصورت۔ (رگ وید ۲/۳/۲)
۲. آپ کی روشنی گھر گھر پہونچے گی۔ (رگ وید ۲/۳/۲)
۳. وہ لوگوں کو گناہوں سے پاک کریں گے۔ (رگ وید ۲/۱۰۱/۳)
۴. وہ اونٹوں پر سواری کریں گے۔ (اتھروید ۲/۱۲۷/۲۰) ہندوستان میں اونٹوں کی سواری غیر معروف ہے نیز ہندوؤں کے کسی ممتاز مذہبی رہنما کے بارے میں یہ ثابت نہیں ہے کہ انھوں نے اونٹوں کی سواری کی ہو۔
۵. ان کے پاس بارہ بیویاں ہوں گی۔ (اتھروید ۲/۱۲۷/۲)

ہندو دھرم میں تعدد ازدواج ناپسندیدہ ہے نیز ان کے کسی ممتاز رشی ومذہبی رہنما کے بارے

میں یہ ثابت نہیں ہے کہ ان کے پاس ایک سے زائد بیویاں رہی ہوں، البتہ شری کرشن جی کے بارے میں آتا ہے کہ ان کے پاس ۱۶ ہزار گوپیاں تھیں لیکن حقیقی بیوی صرف ایک ہی تھی جن کا نام رادھا (Radha) تھا (قاموس الہندوس:۳۳۴)

رہی آپ ﷺ کی بیویوں کی تعداد تو وہ بارہ ہے جو درج ذیل ہے۔

(۱) خدیجہ بنت خویلدؓ (۲) سودۃ بنت زمعہؓ (۳) عائشہ بنت ابی بکر الصدیقؓ (۴) حفصہ بنت عمرؓ (۵) زینب بنت خزیمہؓ (۶) ام سلمہ بنت ابی امیہؓ (۷) زینب بنت جحشؓ (۸) جویریہ بنت الحارثؓ (۹) ام حبیبہ بنت ابی سفیانؓ (۱۰) صفیہ بنت حیی بن اخطب (۱۱) میمونہ بنت الحارثؓ (۱۲) ماریہ القبطیہؓ

یہ وہ عورتیں ہیں جن کے ساتھ آپ ﷺ نے ازدواجی زندگی گزاری ہے خواہ مختصر ہو یا طویل ان کے علاوہ بعض وہ عورتیں بھی ہیں جو دخول سے پہلے ہی انتقال کر گئی تھیں یا آپ ﷺ نے ان کی خواہش وطلب پر طلاق دے دی تھی، جیسے العالیہ بنت ظبیان، اخت ابن الجون الکندی وعمرة بنت زید کو آپ ﷺ نے طلاق دے دیا تھا اور خولہ بنت الہذیل کا دخول سے پہلے ہی انتقال ہو گیا تھا۔

(۶) آپ کے سیکڑوں اصحاب آپ کی دعوت پھیلائیں گے۔ (اتھروید ۲۰/۱۲۷/۳)

اس میں صلح حدیبیہ کے بعد آپ ﷺ کے آفاق میں دعوت اسلامی کے خطوط دے کر اپنے صحابہ کرامؓ کو بھیجنے کی جانب اشارہ ہے چنانچہ آپ ﷺ نے عمرو بن امیہ الضمری کو نجاشی کے پاس دحیہ ابن خلیفہ الکلبی کو قیصر روم کے پاس اور عبداللہ بن حذافہ السہمیؓ کو کسری کے پاس اور حاطب بن ابی بلتعہ کو مقوقس کے پاس اور شجاع بن وہب الاسدیؓ کو حارث الغسانی کے پاس اور سلیط بن عمرو العامری کو ہوذہ بن علی الحنفی کے پاس روانہ فرمایا۔

آپ کے جملہ صحابہ کرام جن کی تعداد ایک لاکھ سے بھی زائد تھی انھوں نے دین اسلام کی تبلیغ واشاعت میں بھرپور حصہ لیا اور پوری دنیا کے طول وعرض میں اسلام کا آفاقی پیغام امن لے کر نکل گئے، یہ چیز آپ کے علاوہ کسی اور نبی اور رسول یا قائد کو حاصل نہ ہو سکی۔

(۷) وہ دس یاروں کے مالک ہوں گے (اتھروید ۲۰/۱۲۷/۳)

اس بشارت میں آپ ﷺ کے ان دس ساتھیوں کی جانب اشارہ ہے جنھیں عشرہ مبشرہ کہا

جاتا ہے آپ جنھوں نے آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کے مشن کی تکمیل کی اور اسلام کو رفعت وبلندی سے ہمکنار کیا، عشرہ مبشرہ درج ذیل ہیں۔

(۱) ابوبکر الصدیقؓ (۲) عمر فاروقؓ (۳) عثمان غنیؓ (۴) علی المرتضیٰؓ (۵) ابو عبیدہ ابن الجراحؓ (۶) الزبیر بن العوامؓ (۷) عبدالرحمن بن عوفؓ (۸) طلحہ بن عبید اللہ بن عثمانؓ (۹) سعد بن ابی وقاصؓ (۱۰) سعید بن زیدؓ۔

ان دسوں صحابہ کرام کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں آپ ﷺ نے ان دسوں کو دنیا ہی میں جنت کی بشارت دے دی تھی۔

(۸) "اے لوگوں سنو! شخص (محمد) کا ذکر بلند ہوگا۔ (اتھروید ۲۰/۱۲۷/۱)

شاید اس بشارت میں اس آیت کریمہ کی جانب اشارہ ہو "ورفعنا لک ذکرک" سورۃ الشرح (آیت رقم:۴) اور ہم نے آپ کے ذکر خیر کو بلند کیا۔

ارض وسماء کا گوشہ گوشہ آپ ﷺ کی تعریف بیان کر رہا ہے معراج کے موقعہ پر ہر آسمان پر فرشتوں نے آپ کو خوش آمدید کہا اور بڑھ کر استقبال کیا۔ (ابن ہشام ۱/۴۰۷)

(۹) اے لوگوں سنو یقیناً! شخص کی تعریف کی جائے گی وہ ساٹھ یا ستر ہزار کی آبادی والی بستی سے ہجرت کریں گے اور میں ان کی ان کے دشمنوں سے حفاظت فرماؤں گا وہ اونٹوں پر سواری کریں گے ان کے عقد میں بارہ بیویاں ہوں گی ان کی قدر ومنزلت آسمان کے مانند ہوگی اور میں نے (مامح) محمد ﷺ کو سو خالص دینار، دس تسبیحات اور تین سو گھوڑے عطا فرمائے" (اتھروید ۲۰/۱۲۷/۱)

یہ فقرات اتھروید کے بیسویں باب سے ماخوذ ہیں، جنھیں "کنتاپ" کہا جاتا ہے، جس کے معنی مخفی اور پوشیدہ کے آتے ہیں یعنی آنے والا زمانہ ان فقرات کے معنی کو کھولے گا ان فقرات کا ہر فقرہ آپ پر بھرپور صادق آ رہا ہے۔

مورخین کے بیان کے مطابق اس وقت مکہ المکرمہ کی آبادی ساٹھ یا ستر ہزار کے لگ بھگ رہی ہوگی، مکہ المکرمہ سے آپ کی ہجرت کا واقعہ میاں راجہ بیان کے مصداق ہے۔ آپ کی حفاظت کا وعدہ خود اللہ تعالی نے کیا تھا سورۃ المائدہ میں ہے "واللہ یعصمک من الناس" (آیت رقم ۶۷) اللہ تعالی

آپ کو دشمنوں سے محفوظ رکھیں گے۔

"مامح" دو لفظوں سے مرکب ہے "ما" کے معنی عظیم کے اور "مامح" کے معنی وہ جس کی تعریف کی گئی ہو، یعنی وہ ذات جس کی حمد و ثنا دونوں عالم میں کثرت سے بیان کی جاری ہو، ظاہر ہے آپ ﷺ کے علاوہ اس کا مصداق کون ہو سکتا ہے۔

سو خالص دینار سے حبشہ کی جانب ہجرت کرنے والے صحابہ کرام مراد ہیں اور دس تسبیحات سے عشرہ مبشرہ اور تین سو گھوڑوں سے اصحاب بدر مراد ہیں۔

اتھروید کے ان فقرات کی تلاوت ہندو مختلف دینی مناسبتوں میں کرتے ہیں، تاریخی لحاظ سے، نبی عربی ﷺ کے علاوہ کوئی ذات ایسی منظر عام پر اب تک نہیں آئی ہے جسے ان صفات کا حامل قرار دیا جاسکے، ہندوؤں کو اب بھی اس نبی کی آمد کا انتظار ہے جب کہ ان صفات سے متصف نبی کا ظہور چودہ سو سال پہلے ہی ہو چکا ہے۔

(۹) ایک نیک آدمی رات کی تاریکیوں میں سندھ کے راجہ بھوج کے پاس آیا اور کہا اے بادشاہ آپ کا مذہب آریہ دھرم ہندوستان میں تمام مذاہب پر غالب ہوگا لیکن بحکم خداوندی میں سرزمین ہند پر ایک ایسے شخص کے دین کو غالب کروں گا جو ہر حلال و پاکیزہ چیز کھائے گا اور وہ مختون ہوگا اور اس کے سر پر چوٹیاں یا بالوں میں گرہیں لگی ہوئی نہ ہوں گی اس کے پاس لمبی داڑھی ہوگی وہ ایک عظیم انقلاب برپا کرے گا اور اپنے مذہب کی ندا لوگوں میں لگائے گا سور کے علاوہ ہر پاک چیز کھائے گا اس کا دین بقیہ تمام ادیان کا ناسخ ہوگا اور ہم انھیں "المسلی" کہتے ہیں قادر مطلق نے ہی اس دین کو اس پر نازل کیا ہے۔ (بھوشیہ پران ۳/۳/۳/۲۳-۲۷)

(۱۰) رام چندر جی سے ایک بار پوچھا گیا کہ کتنے مرحلے اور فاصلے طے کرکے انسان خدا سے مل سکتا ہے آپ نے فرمایا ۱۴ منزلیں، پوچھا گیا کیا کوئی ان چودہ منزلوں کی مسافت طے کر سکا ہے تو انھوں نے جواب دیا کہ نہیں، پوچھا گیا کیا آپ نے بھی نہیں فرمایا نہیں، پوچھا گیا کیا کوئی اس مقام تک پہنچ سکے گا فرمایا ہاں، پوچھا گیا ان کا نام کیا ہوگا فرمایا "محامد" پوچھا گیا وہ کہاں پیدا ہوں گے فرمایا: پتھروں والی زمین میں پیدا ہوں گے ریگستان میں زندگی گزاریں گے اور وہیں سے آپ ﷺ کا

دین پورے عالم میں پھیلے گا جو بشارتیں دیں گے وہ واقع ہوں گی، جو آپ کے دین کو قبول کرے گا جنت میں داخل ہوگا جو انکار کرے گا وہ آگ میں داخل ہوگا آپ گوشت کھائیں گے اور دودھ پئیں گے، اپنے دشمنوں سے تلوار کے ذریعہ لڑیں گے اور ان کے ملکوں کو فتح کرلیں گے۔ (اشارات الحمد پ: ۱۱۸-۱۱۹) عبدالعزیز جمال الدین۔

یہ وہ چند بشارتیں ہیں جو آخری نبی سے متعلق ہندوؤں کی مقدس کتابوں میں پائی جاتی ہیں، ان بشارتوں کی تلاوت ہندو صبح و شام کرتے ہیں، اور سرزمین ہند پر وہ اس آخری نبی کی آمد کے منتظر ہیں اور انھیں نہیں معلوم کہ ان کے نبی اور پورے عالم کے نبی چودہ سو سال پہلے ہی آچکے ہیں۔ اسلام کے خلاف ان کے بغض و عناد نے اس حقیقت سے انھیں غافل کردیا ہے۔

☆☆☆

(بقیہ ملکوت)

تناسخ (مکتی) سکھوں کا اعتقاد تناسخ پر ہے ان کے عقیدے کے مطابق انسان بار بار پیدا ہوتا ہے اور مرتا ہے اور جب تک اس کے اعمال میں مایا کی لوث رہتی ہے یہ سلسلہ اٹوٹ چلتا ہے پیدا ہونا اور مرنا دکھ کا کارن ہیں، یہ دکھ کا سلسلہ آواگون کے ختم ہونے سے ہی مٹتا ہے زندگی کی خواہشیں ہی اس کے دکھ کی کارن ہیں دکھ خواہشات پر عبور پانے سے مٹتا ہے لیکن یہ راستہ ترک دنیا کا نہیں ترک ہوس کا ہے جو شخص نفس اور ہوس کو ترک کرکے اپنی زندگی گزارتا ہے وہ جیون مکت کہلاتا ہے۔

☆☆☆

جو چپ رہے گی زبانِ خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

گجرات میں انسانی لہو کی ارزانی، عصمتوں کی پامالی اور حیوانیت کے ننگے ناچ کی ایک جھلک

گجرات کے مسلمانوں نے مختلف ریلیف کیمپوں کا دورہ کرنے والی رضا کار تنظیموں کو اپنی دردناک داستانیں سنائی ہیں، ان میں سے چند واقعات انھیں کی زبانی پیش کیے جا رہے ہیں۔ یہ واقعات خواتین کی تنظیموں کے نمائندوں پر مشتمل "حقائق کی تلاش" مشن کی تیار کردہ "بچ جانے والے بولتے ہیں" سے ماخوذ ہیں۔

☆ گنگوتری سوسائٹی سے کھدیڑ دیے جانے کے بعد حملہ آوروں نے جلتے ٹائروں کے ساتھ ہمارا پیچھا کیا، انھوں نے لڑکیوں کی عزتیں لوٹیں، ہم نے اپنی آنکھوں دس واقعات دیکھے، ہم نے دیکھا کہ انھوں نے ۱۶ سالہ مہرالنساء کو ننگا کر دیا، وہ خود لڑکیوں کے سامنے اپنے آپ کو ننگا کرتے اور انھیں دہشت زدہ کرتے۔ انھوں نے لڑکیوں کی ٹھیک سڑک پر ہی آبروریزی کی، ہم نے دیکھا کہ انھوں نے ایک لڑکی کی شرمگاہ کو پھاڑ ڈالا، پھر سب کو آگ میں ڈال کر جلا دیا (ماخذ کلثوم بی بی شاہ عالم کیمپ)

☆ میں نے دیکھا کہ فرزانہ کی گڈو چھارا نے عصمت لوٹ لی، فرزانہ صرف ۱۳ سال کی تھی، وہ حسین نگر کی رہنے والی تھی، انھوں نے فرزانہ کے پیٹ میں ایک سریا گھسا دیا، بعد میں اسے جلا دیا گیا، ۱۲ سالہ نور جہاں کی بھی آبروریزی کی گئی، عصمت لوٹنے والے تھے گڈو، مریش، نریش چھارا اور ہریا، میں نے بھوانی سنگھ کو بھی دیکھا جو ریاستی ٹرانسپورٹ میں کام کرتا ہے اس نے پانچ لوگوں اور ایک لڑکے کو قتل کیا۔ (ماخذ اظہر الدین (عمر ۱۳ سال) اس لڑکے نے گنگوتری سوسائٹی کے ٹیرس پر چھپ کر جان بچائی اور یہ واقعہ دیکھا)

☆ غنڈوں کی بھیڑ، جو چھارا نگر اور کبیر نگر سے آئے تھے، نے لوگوں کو شام کے چھ بجے سے جلانا شروع کر دیا تھا انھوں نے محلہ کی تمام لڑکیوں کو ننگا کیا جن میں میری ۲۲ سالہ بیٹی بھی تھی، اور ان کی آبرو لوٹی، میری بیٹی کی شادی طے ہو گئی تھی میرے گھر کے سات لوگوں کو زندہ جلا دیا گیا، جن میں میری بیوی (۴۰ سالہ) بھی تھی، میرے بیٹے (۱۸ سالہ، ۱۲ سالہ اور سات سالہ) اور میری بیٹیاں (۴ سالہ،

۲ سالہ اور ۲۲ سالہ) بھی شامل ہیں، میری بڑی بیٹی نے جو ۸۰ فیصد جل گئی تھی اور بعد میں زخموں کی تاب نہ لاکر ہاسپٹل میں چل بسی، نے بتایا کہ غنڈوں نے اس کی عصمت لوٹی پھر سر پر چوٹیں ماریں۔ (ماخذ عبدالعثمان کا بیان جو Citizens initiative نے ریکارڈ کیا ہے)

☆ ۲۸ فروری کو مشتعل بھیڑ سے بچنے کے لیے ہم تقریباً ۴۰ افراد نے ایک ٹیمپو کے ذریعہ کلول کی طرف بھاگنا چاہا، میرے شوہر فیروز ٹیمپو چلا رہے تھے، کلول کے ٹھیک باہر ایک ماروتی کار کے ذریعہ راستہ روک لیا گیا تھا، ایک بھیڑ گھات میں بیٹھی تھی، فیروز کو ٹیمپو سے اتار لیا گیا اور ٹیمپو کو الٹ دیا گیا، ہم پیچھے ہی باہر کودے، ہم پر حملہ کر دیا گیا، ہر طرف بھگدڑ مچ گئی، ہم میں سے کئی ندی کی طرف بھاگے، میں پیچھے رہ گئی، کیونکہ گود میں میرا اپنا فیضان تھا، لوگوں نے مجھے پیچھے سے پکڑ کر زمین پر گرا دیا، مجھے مادر زاد ننگا کیا اور باری باری میری عزت لوٹی، فیضان روتا رہا، تین لوگوں کے بعد میں بے ہوش ہو گئی، انھوں نے کسی تیز آلہ سے میرا پاؤں کاٹ دیا اور اسی عالم میں مجھے چھوڑ گئے۔ (ماخذ: سلطانی کلول کیمپ، پانچ محل ڈسٹرکٹ ۲۳ مارچ ۲۰۰۲ء، اور بھی متعدد ذرائع سے اس واقعے کی تصدیق ہوئی ہے)

☆ نسیم اور محمودہ (ملت نگر) ایک رضا کار تنظیم "سہرورد" کے ساتھ کام کرتے ہیں، اس وقت وہ شاہ عالم کیمپ میں کام کر رہے ہیں، انھوں نے گواہی دی کہ کیمپ میں بہت سی عورتیں مادر زاد ننگی آئیں، مردوں نے اپنی شرٹیں اتار کر انھیں ڈھانپا، کچھ ایسی تھیں جو مشکل سے چل پاتی تھیں کیونکہ اجتماعی زنا بالجبر کے نتیجہ میں شرم گاہ پھٹ گئی تھیں، زبیدہ آپا ایک معمر خاتون تھیں جنھوں نے لڑکیوں کے ساتھ ہوا یہ سب دیکھا تھا کچھ بتانے کی پوزیشن میں نہ تھیں، نجمہ بانو بے ہوشی کی حالت کیمپ میں لائی گئی تھی اس کے جسم اور شرم گاہ سے کانچ کے ٹکڑے مرہم پٹی کرنے والی عورتوں نے نکالے، اس کے حواس کھوئے تھے اور وہ اپنی کہانی کہنے کی حالت میں نہ تھی۔ (ماخذ نسیم اور محمودہ ملت نگر)

☆ ۲۸ فروری کو میرے سسر، ایک ریٹائرڈ اسکول ٹیچر، نے دوسرے بھاگنے والے مسلمان خاندانوں کے ساتھ جانے سے اس گمان میں انکار کر دیا کہ انھیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا، ۲۸ سے ہی میرے خاندان کے تقریباً ۱۳ ممبران مختلف میدانوں اور مکانوں میں پناہ لے چکے تھے، ۳ مارچ کو اتوار کی شام کو جس جھونپڑی میں ہم پناہ گزیں تھے اس پر حملہ کیا گیا، ہم جان بچانے کے لیے ادھر ادھر بھاگے، لیکن غنڈوں کے گروپ نے ہم میں سے کئی ایک کو پکڑ لیا، مجھے اپنے کنبہ کے کئی

لوگوں کی مدد کے لئے چیخیں سنائی دے رہی تھیں، میں اپنے گاؤں کے دو لوگوں کو پہچان رہا تھا جن میں گڈو باڑیا اور سنیل تھے، ان دونوں نے میری بیٹی شبانہ کو کھینچا، وہ بدحواسی اور بے بسی سے چیخ رہی تھی، چھوڑنے کی التجا کر رہی تھی، رقیہ، سہانہ، شبانہ کی چیخیں اور اپنی عزت کے لئے فریاد سنی جا سکتی تھیں، میں انھیں اور اپنی بیٹی کو بچانے کے لئے کچھ نہیں کر سکتا تھا میری پیاری بیٹی ایک ادھ کھلے پھول کی مانند تھی، اسے یہ سب دیکھنا پڑا، یہ کیسے لوگ ہیں؟ ان ظالموں نے میری بچی کی آبرو لوٹ کر اسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے آگ میں ڈال دیا اور کچھ دیر کے بعد وہاں کچھ بھی نہیں تھا۔ (ماخذ: مدینہ مصطفی اسماعیل شیخ، کالول کیمپ ضلع پانچ محل، ۳۰؍مارچ ۲۰۰۲ء)

☆ اس واقعہ کے دو چشم دید گواہ محبوب اور خوشبو بھی ہیں، کمسن رقیہ کی عصمت دری کے سلسلہ میں خوشبو جو کچھ بتاتی ہے اسے قلم لکھنے سے عاجز ہے، مدینہ نے جو ایف آئی آر درج کرائی ہے اس میں پانچ لوگوں کو دفعہ ۳۰۲ کے تحت پولیس نے چارج کیا ہے، لیکن عصمت دری کا معاملہ ایف آئی آر میں درج نہیں کیا گیا۔

☆ ۲۸؍فروری صبح نو بجے فسادیوں کے ٹولے آئے، میاں بھائی نی نکالو (مسلمانوں کو باہر کرو) کی نعرہ بازی کرتے ہوئے ان میں سے اکثر کیسریہ رنگ کی چڈی پہنے تھے ان میں آس پاس کی عمارتوں کے لڑکے بھی تھے، میں اپنے گھر سے پوری فیملی کے ساتھ بھاگا، جس میں ماں، باپ، بہن بھانجی، میری بیوی زرینہ، بھائی، سالی، بھتیجی کل ملا کر ۱۱ لوگ تھے، ہم پولیس چوکی کی طرف گئے، گنگوتری اور گوپی ناتھ سوسائٹی کی طرف چلے جاؤ پولیس نے کہا، بھگدڑ میں میں بیوی سے جدا ہو گیا، اس کے ساتھ کیا گزری ہے اس نے بعد میں بتایا، اس نے دیوار پھاند کر بچ نکلنے کی کوشش کی، لیکن گلی کے نکڑ پر پکڑی گئی، انھوں نے اس کے ساتھ اجتماعی زنا بالجبر کیا، اس کا ایک بازو کاٹ دیا، وہ مادر زاد ننگی پائی گئی، اور کئی دن تک سول اسپتال میں رکھی گئی، اب وہ رو بصحت ہے اور اپنی ماں کے ساتھ خانپور دروازہ میں ہے۔ (ماخذ: نعیم الدین ابراہیم شیخ، زرینہ کے شوہر، عمر ۳۰ سال) شاہ عالم کیمپ ۲۷ مارچ ۲۰۰۲ء ممتاز جس نے زرینہ کو عریاں حالت میں پایا تھا، اس واقعہ کی عینی شاہد ہے)

☆ بھوری بہن اور محمد بھائی کی بڑی فیملی جس میں ۱۴۰ افراد تھے، کا تعاقب کرتے فسادیوں نے انھیں ندی کی طرف دھکیل دیا، جاوید اور ایک دوسرے لڑکے نے جو جھاڑیوں کے پیچھے

چھپ کر بچ گئے تھے، دیکھا کہ غارت گروں نے محمد بھائی کو مار ڈالا اور یاسمین کی عصمت لوٹی، جاوید کے ساتھ جوزا کا چچا تھا اس کی ماں کو شکنجے مارنے لگے تو وہ چیخ کر بھاگ نکلا اور پکڑا گیا، اسے جلتی ہوئی لاشوں کے پاس سے گزارا گیا پھر خود اسے بھی آگ میں ڈال دیا گیا۔ (ماخذ: بلول کیمپ کی خواتین، ۳۰؍مارچ ۲۰۰۲ء اور محمد بھائی کا بھتیجا جاوید)

☆ ۲۸؍فروری کی صبح کو ۳۵ سالہ حسینہ بی بی اور یاسین خان پٹھان ۱۷ افراد پر مشتمل اپنے پورے کنبہ کے ساتھ لاتم گیرا بھاگے، سات بجے انھیں ریلوے اسٹیشن سے گاڑی مل گئی، دس بجے وہ ڈیرول اسٹیشن اترے، یہاں پر انھیں فسادی ٹولے سے سامنا ہو گیا، سب ادھر ادھر بھاگ کھڑے ہوئے، پورا کنبہ الگ الگ ہو گیا، حسینہ اس کا شوہر اور نو خیز لڑکی بلول کی طرف بھاگے، دو بچے فرزانہ (۱۰ سال) سکندر (۷ سال) کھیتوں کی طرف نکل گئے، ایوب (۱۳ سال) اشفاق (۱۴ سال) محسن (۱۰ سال) شیراز (۷ سال) جھاڑیوں میں چھپ گئے، انھوں نے دیکھا کہ ایک لمبی بھیڑ پینٹ شرٹ پہنے، تلواریں گھماتی چاروں طرف تھی، ایوب کے مطابق فسادی ٹولہ نے اس کی بہن افسانہ، کرن، زیبو، نورجہاں، ستارا، اکبر، ریحانہ، یوسف، عمران، بچی خاتون اور بھائی شریف کو پکڑ لیا، ان سب کو ننگا کیا گیا اور پاس کے ایک نالے تک لے جایا گیا، ایوب نے آخری بار انھیں یہیں دیکھا، پھر دوسرے دن جلی لاشیں ملیں، حملہ آوروں کو وہ پہچان نہیں سکا، نہ کوئی ایف آئی آر درج کرائی گئی۔ (ماخذ: ایوب بلول کیمپ، حسینہ بی بی نے بھی اس واقعہ کی تصدیق کی)

☆ شام کے ساڑھے چھ بجے فسادیوں کے ٹولے نے میرے شوہر کو پکڑا، تلوار سے دو وار ان کے سر پر وار کیا، پھر آنکھوں میں پٹرول ڈال کر جلا دیا، میری نند کو ننگا کر کے اس کی عصمت دری کی گئی، اس کی گود میں تین سال کا ایک بچہ تھا، اس پر پٹرول چھڑکا گیا، بچہ کو اس کی گود سے چھین کر آگ میں ڈال دیا، میرے دیور کو تلوار سے مار کر آگ میں ڈال دیا، ہم اس وقت ایک بلڈنگ کے ٹیرس میں چھپے ہوئے تھے، میری ساس اوپر نہیں چڑھ سکی اس کے ساتھ چار سالہ پوتا تھا، اس نے فسادیوں سے کہا کہ جو کچھ بھی اس کے پاس ہے لے لیں لیکن بچوں کو چھوڑ دیں، انھوں نے سارے روپے اور زیورات لے لئے پھر بچوں کو پٹرول سے جلا ڈالا، میری ساس کی عزت بھی لوٹی، میں نے سب اپنی آنکھوں سے دیکھا، محلے کی ساری کنواری لڑکیاں ننگی کی گئیں، ان کی عصمت دری کی گئی پھر وہ جلا دی گئیں، ایک

چودہ سالہ لڑکی کے پیٹ میں لوہے کا سریا گھسا کر مار دیا گیا، ڈھائی بجے ایمبولینس آئی اور ہم سب زخمی اس میں بیٹھ گئے، میری چھاتیوں اور ہاتھوں پر زخم تھا، جو پولیس کی پٹائی سے لگے تھے، میرے شوہر ۴۸ فیصد جل گئے، بچی ۹۵ فیصد، تین دن بعد دونوں اسپتال میں مر گئے، پولیس وہاں موجود تھی لیکن اسنے فسادیوں کی مدد کی، ہم ان کے پیروں پر گرے، گڑگڑائے لیکن انھوں نے کہا کہ اوپر سے تمہاری مدد نہ کرنے کا آرڈر ہے، کیونکہ ٹیلیفون لائنیں کاٹ دی گئی تھیں اس لئے فائر بریگیڈ کو بھی نہیں بلایا جا سکا۔

(ماخذ: جنت شیخ، ان کی بپتا Citizens Initiative نے ریکارڈ کی)

☆ ۳ مارچ کو ہم پانی ویلا گاؤں کی طرف چلے جو پہاڑی ایریا ہے، اچانک ایک گاڑی کی آواز آئی، ایک ٹرک آیا جس میں ہمارے گاؤں کے اور باہر کے لوگ تھے ہم نے سمجھ لیا کہ وہ مدد کے لئے آئے ہیں، انھوں نے ہمارا راستہ روکا، پھر میرا بچہ گود سے چھین لیا، اسے دور پھینک کر مجھے اور دوسری عورتوں کو ایک سائڈ لے جا کر تین تین آدمیوں نے عصمت دری کی، میں چلاتی رہی پھر انھوں نے مجھے پیٹا اور مردہ سمجھ کر چلے گئے، مجھے ہوش آیا تو میں اکیلی تھی اور چاروں طرف لاشیں، بچوں کی لاشیں ان پتھروں کے ساتھ پڑی تھیں جس سے ان کے سر کچل دیے گئے تھے، میں ایک رات ایک دن ایسے ہی پڑی رہی، پھر ایک پولیس اسکواڈ نے دیکھا تو گودھرا کیمپ میں پہنچایا۔

اس سلسلے کے کچھ واقعات تو اتنے شرمناک ہیں کہ قلم کو حجاب آتا ہے اور الفاظ ساتھ نہیں دیتے، اس کے علاوہ ایسے بھی بے شمار واقعات ہیں جو پولیس کے فسادیوں کا ساتھ دینے، ان کا تعاون کرنے اور بجائے مسلمانوں کو بچانے کے خود ان پر فائرنگ کرنے اور مارنے کے شاہد ہیں، ان میں ایک عینی شاہد کا بیان یوں ہے۔

☆ "ترشول اور تلواروں سے مسلح بلوائیوں کا ہجوم آیا، وہ نعرے لگا رہے تھے "میاں بی مارو میاں بی کاٹو" (مسلمانوں کو مارو کاٹو) انھوں نے پتھراؤ بھی کیا، ہم ۵۰ سے زائد افراد تھے، وہ کئی ہزار تھے، جب ہم جان بچا کر بھاگے تو پولیس نے ہمارے بچ نکلنے کا راستہ بند کر دیا، اور پیچھا کر کے ہمیں فسادیوں کی طرف یہ کہتے ہوئے دھکیل دیا "چلو مارو سالوں کو" اب یہاں کوئی بار ہوا، ہم کہاں جائیں گے، ہمارا کیا ہوگا؟ (ماخذ: شبنم (عمر ۲۳ سال) قطب عالم درگاہ کیمپ، وٹوا احمد آباد)

اخذ و ترجمہ: ابن ازہر بہرائچی (بشکریہ افکار ملی)

مذاہب عالم

سکھ مت

(۱)

انیس احمد فلاحی

لفظ سکھ کا مفہوم سکھ کے لغوی معنی ہیں سیکھنے والا، تعلیم پانے والا، نصیحت پذیر شاگرد رشید، چیلا، سکھ مت کو سکھ مت اس لئے کہتے ہیں کیونکہ اس مذہب میں نروان کا حصول کسی گرو کی اتباع کے بغیر ممکن نہیں۔

اصطلاحی تعریف بھگتی مت سے متاثر ہندوؤں کی وہ جماعت جس نے ہندو دھرم اور اسلام کی مخالفت کرتے ہوئے ایک نئے مذہب کی بنیاد اس کلمہ کے ساتھ ڈالی کہ "نہ کوئی ہندو نہ کوئی مسلمان" یہ جماعت مسلمانوں کی شدید مخالف رہی ہے نیز انھوں نے اپنے ایک مخصوص وطن کے حصول کے لئے ہندوؤں سے بھی طویل معرکہ آرائی کی ہے، اور ہند پر انگریزوں کے غلبہ کے دوران یہ لوگ ان کے شدید حامی رہے ہیں۔

سکھ مت کے ظہور کا تاریخی پس منظر بارہویں صدی میں دہلی سلطنت کے قیام کے بعد، جب مقامی ہندوستانی تمدن اور اسلامی تہذیب کے درمیان تہذیبی لین دین شروع ہوا تو بھگتی مت (یعنی ایک خدائے واحد کی عقیدت و محبت کے ساتھ پرستش) جو ہندوستان کی بہت ہی قدیم روایت تھی اس میں کچھ مخصوص رجحانات پیدا ہونے شروع ہوئے اور پورے ملک پر چھا گئے، اس دور میں بھگتی تحریک میں ایسے متعدد سنت اور روحانی بزرگ پیدا ہوئے جو اگرچہ معبود حقیقی اور خدائے واحد کی یاد کے لئے ہندی اصطلاحات رام، ہر سوامی وغیرہ استعمال کرتے ہیں لیکن اس سے ان کی مراد وہی خالق کائنات ہوتا ہے، جس کی کوئی مادی شکل نہیں ہے اور جو اپنی ذات و صفات میں وحدہ لا شریک ہے۔

بھگتی تحریک کے اہم صوفی سنتوں میں رامانند (Ramanand) روی داس، کبیر داس، شیخ فرید، نام دیو، جے دیو، دھنا، پیپا، سادھنا، بینی، وغیرہ مشہور سنت گزرے ہیں، ان کی تعلیمات کا

کو مندرجہ ذیل نکات میں بیان کیا جا سکتا ہے۔

(۱) عشق و محبت پر مبنی پرستش الٰہ (۲) وحدت الوجود کا نظریہ (۳) مساوات کا تصور اور ذات پات کی شدید مخالفت (۴) رحم اور ہمدردی، بے نفسی ایثار، خدمت خلق اور خاکساری کو نمایاں کرنا۔ (۵) ظاہری احکام اور رسومات کی جگہ باطنی کیفیت اور خدا سے قلبی لگاؤ پر زور۔

اس تحریک کے بعض بزرگوں کا مقصد ہندوؤں اور مسلمانوں کے مابین کشمکش کا خاتمہ اور بعض کے نزدیک اسلام کے بڑھتے اثرات کا ازالہ اور اس پر روک لگانا تھا یہ وہ تاریخی مذہبی پس منظر ہے جس میں سکھ مت کے بانی گرونانک نے آنکھیں کھولیں۔

گرونانک کی مختصر سوانح حیات

تاریخ پیدائش گرونانک ۱۵ اپریل ۱۴۶۹ء کو وسطی پنجاب میں لاہور سے تقریباً چالیس یا پچاس میل جنوب مغرب میں واقع ایک گاؤں تلونڈی میں پیدا ہوئے۔ (جو اب ننکانہ صاحب کہلاتا ہے)

آپ کے والد کا نام مہتا کالو اور ماں کا نام ترپتا تھا آپ کے والد مقامی مسلم زمیندار رائے بلار کی سرکار میں منیم کے عہدے پر فائز تھے، آپ کا خاندان انتہائی ایماندار اور محنتی تھا، مذہبی پرہیزگاری کے لحاظ سے بھی یہ خاندان اپنے آس پڑوس کے گاؤں میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

تعلیم وتربیت آپ نے اپنے زمانے کے عام دستور کے مطابق سنسکرت اور ہندو مذہب کی مقدس کتابوں کے ساتھ ساتھ گاؤں کی مسجد میں عربی اور فارسی کی بھی تعلیم حاصل کی، آپ نے پاندھا سے ہندی، پنڈت برج ناتھ سے سنسکرت اور سید حسن سے فارسی پڑھی، تھوڑے ہی دنوں میں انھوں نے وہ سارا کچھ سیکھ لیا جو ان کے استاد ان کو پڑھاتے تھے۔

مذہبی استغراق آپ بچپن ہی سے تلاش حق میں لگ گئے آپ کے مذہبی استغراق کو دیکھتے ہوئے آپ کے دنیوی مستقبل کے بارے میں آپ کے والد بہت پریشان رہتے تھے، کھیتوں کی کھدائی کے کام، دکان چلانے کا کام اور اسی طرح کے کئی دوسرے کاموں میں لگائے گئے لیکن آپ کا دل کسی کام میں نہ لگا، والد کی انتہائی کوششوں کے باوجود آپ دنیوی اعتبار سے کسی منفعت بخش کاروبار میں قدم جمانے سے احتراز کرتے رہے روایات میں باپ اور بیٹے کی اس مادی اور روحانی رجحانات کی کش مکش سے متعلق بہت سے واقعات منقول ہیں، آپ کی افتاد طبع پر روشنی ڈالنے والا ایک واقعہ پیش

قارئین کیا جا رہا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ مختلف اور طریقوں کے ناکام ہو جانے پر مہتہ کالو نے اپنے صاحبزادے کو ایک معقول رقم دے کر گاؤں کے ایک آدمی کے ساتھ کر دیا تاکہ گرونانک قریب ترین بازار میں جا کر تجارت کے لئے سامان خریدیں اور آزادانہ طور پر اپنے کاروبار کی ابتدا کریں گرونانک صاحب جو اس وقت عنفوان شباب کی سرحدوں میں قدم رکھ رہے تھے اور اپنی روحانی طلب میں سرگرداں رہتے تھے اس موقعہ پر انکار نہ کر سکے اور تجارت کی رقم لے کر "نفع بخش سودا" کرنے کی غرض سے بازار کیلئے روانہ ہو گئے راستے کے جنگل میں ان کی مڈبھیڑ سادھوؤں کی ایک جماعت سے ہوئی جو کئی وقت سے فاقہ کشی میں مبتلا تھے ان سے دریافت حال کے بعد گرونانک صاحب بازار پہنچے اور سامان تجارت کی جگہ تمام پونجی ان سادھوؤں کے لئے کھانے پینے کا سامان خریدنے میں خرچ کر دی، بازار سے لوٹ کر ان سادھوؤں کو کھانا کھلانے کے بعد اپنے نزدیک "نفع بخش سودا" کر کے گرونانک گاؤں واپس ہوئے اس سلسلے میں جو ہنگامہ ہوا اس میں مہتہ کالو کے سرپرست مقامی زمیندار کو بھی جو گرونانک کے طرفدار تھے مداخلت کرنی پڑی بالآخر آپ کو گرونانک کے بہنوئی جے رام کے پاس سلطان پور شہر میں بھیج دیا گیا۔

شادی آپ کے مذہبی استغراق کو دیکھتے ہوئے گھر والوں نے آپ کی شادی کر دی کہ ہو سکتا ہے شادی کے بعد ان کے خیالات میں تبدیلی آئے چنانچہ یکم اپریل ۱۴۸۵ء کو آپ کی شادی بٹالہ کے بابا مول چند کی بیٹی "سلکھنی یا گولا بائی" سے کر دی گئی جس سے آپ کے دو لڑکے سری چند اور لکشمی داس پیدا ہوئے۔

سلطان پور میں آپ کے شب وروز سلطان پور میں ملازمت کے دوران جس کی مدت آٹھ یا نو سال سے زیادہ نہیں تھی گرونانک صاحب نے اپنے روحانی ذوق کی تسکین کا سامان مہیا کر رکھا تھا اس دور کے بھگتی کے رجحانات کے زیر اثر گرونانک صاحب نے بھی اپنے طور پر ایک خدائے واحد کی پرستش اختیار کر رکھی تھی چونکہ وہ خود بہت حساس طبیعت کے مالک تھے اور شعر کہنے پر قدرت رکھتے تھے اس لئے وہ اپنی روحانی کیفیت کے دوران خدائے واحد کی حمد وثنا اور عشق حقیقی میں ڈوبے ہوئے اشعار مرتب کرتے تھے ان کا معمول تھا کہ وہ اندھیرے منہ اٹھ کر اپنے بچپن کے ساتھی

''مردانہ'' کے ساتھ (جو رباب بہت اچھا بجاتا تھا) شہر کے پاس بین ندی کے کنارے پہنچ جاتے تھے ندی کے ٹھنڈے پانی میں غسل کرنے کے بعد گرونانک صاحب وہیں ندی کے کنارے بیٹھ جاتے اور دن چڑھے تک خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا اپنے اشعار میں کیرتن کی شکل میں کرتے رہتے تھے جب کہ مردانہ اپنے رباب کی موسیقی سے ان کا ساتھ دیتا تھا اسی طرح شام کو بھی روزمرہ کے معمولات سے فراغت پاکر رات گئے تک یاد الٰہی کی محفل جمتی تھی ان محفلوں میں اکثر کچھ دوسرے عقیدت مند بھی شامل ہوجاتے تھے ایک مدت تک گرونانک صاحب کے شب و روز اس طور پر گزرنے کے بعد ایک دن ان کی زندگی میں وہ سب سے اہم واقعہ پیش آیا جس سے مسلک روحانی تجربے نے ان کی زندگی میں انقلاب پیدا کردیا۔

کہا جاتا ہے کہ ایک دن صبح کو جب گرونانک صاحب اپنے معمول کے مطابق بین ندی میں غسل کے لئے گئے تو آپ کے کپڑے اس کے کنارے پائے گئے اور تمام لوگوں کو یقین ہوگیا کہ وہ ندی میں ڈوب گئے ہیں نواب دولت خاں نے جو گرونانک صاحب کو بہت عزیز رکھتا تھا اور تمام متعلقین نے غوطہ خوروں اور جال ڈالنے والوں کے ذریعہ انتہائی کوشش کی کہ نعش ہی دستیاب ہوجائے مگر گرونانک صاحب کا کچھ پتا نہیں چلا، ندی میں غائب ہونے کے تین دن بعد گرونانک صاحب دوبارہ ظاہر ہوئے لوگوں کی انتہائی حیرت اور استفسارات کا جواب انھوں نے مکمل خاموشی سے دیا اور اگلے روز جب انھوں نے زبان کھولی تو پہلا کلمہ ان کی زبان سے یہی نکلا ''نہ کوئی ہندو نہ کوئی مسلمان'' سکھ روایت کے بموجب اس دوران گرونانک صاحب خدا کے حضور میں تھے جہاں انھیں براہ راست خدا تعالیٰ کی طرف سے عشق الٰہی کا کام عطا ہوا اور ذکر الٰہی کی اشاعت کی ذمہ داری سونپی گئی۔

سکھ مت کے عقائد

توحید باری سکھ مت ایک خدا کے واحد کا قائل ہے گوپال چند سنگھ گرو گرنتھ صاحب کے مقدمہ میں ذات باری پر سکھ مت کے اعتقاد کو یوں بیان کرتے ہیں، خدا کی ذات ازلی ہے وہ خالق اور ہر چیز پر محیط ہے تمام علتوں کی علت ہے حسد اور نفرت سے دور ہے وہ کسی مخصوص فرقے کا نہیں بلکہ سب کا خدا ہے، عادل، رحیم اور کریم ہے اس نے انسانوں کو ان کے گناہوں پر عذاب دینے کے لئے نہیں بلکہ ایک عظیم مقصد یعنی اپنی بندگی کے لئے پیدا فرمایا ہے۔

خالق کائنات کی یہ صفات سکھ مت نے اسلامی عقائد سے لی ہے مثلاً ''خدا کی ذات ازلی ہے'' یہ صفت اس آیت سے ماخوذ ہے: ''**ھو الاول والآخر والظاھر والباطن وھو علی کل شیء قدیر**'' (**سورۃ الحدید: ۳**) وہ پہلا بھی ہے اور آخر بھی، ظاہر بھی ہے اور مخفی بھی اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

''وہ خالق ہے'' سورۃ الفرقان میں ہے: ''**وخلق کل شیء فقدرہ تقدیرا**'' اس نے ہر چیز کو پیدا فرمایا اور پھر اس کی تقدیر بنائی۔

''وہ کسی مخصوص فرقے کا نہیں بلکہ سب کا خدا ہے'' یہ صفت قرآن میں جا بجا مذکور ہے، سورۃ البقرۃ میں ہے: اے لوگو! اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں بھی پیدا کیا ہے اور تم سے پہلے لوگوں کو بھی شاید کہ تمہارے دلوں میں تقویٰ پیدا ہو۔ (آیت نمبر ۲۱)

''وہ عادل ہے'' سورۃ الانعام میں ہے ''**وتمت کلمۃ ربک صدقا وعدلا لا مبدل لکلماتہ وھو السمیع العلیم**'' اور تیرے رب کا کلمہ سچائی اور عدل و انصاف کے لحاظ سے مکمل ہوگیا اس کے کلمات میں کوئی تبدیلی نہ ہوگی اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

''وہ رحیم'' ہے ارشاد باری ہے ''اور تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے نہیں ہے کوئی معبود سوائے اس رحمٰن کے جو بے حد رحم کرنے والا ہے'' (سورۃ البقرۃ ۱۶۳)

وہ ''کریم'' ہے یہ صفت اس آیت سے ماخوذ ہے ''**یا أیھا الانسان ما غرک بربک الکریم**'' اے انسان کس چیز نے تمہیں تمہارے کریم و مہربان پروردگار کے تعلق سے دھوکے میں ڈال رکھا ہے (سورۃ الانفطار: ۶)

سکھ مت کے نزدیک انسان کی تخلیق کا مقصد بندگی رب ہے، یہ عقیدہ بھی قرآن کریم کی اس آیت سے ماخوذ ہے ''**وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون**'' ہم نے جنوں اور انسانوں کو نہیں پیدا فرمایا سوائے اس کے کہ وہ میری بندگی کریں۔

صفات الٰہی اللہ تعالیٰ کی صفات بیان کرتے ہوئے گرونانک کہتے ہیں۔

(۱) پروردگار اس کائنات کی جملہ اشیاء کا خالق ہے خواہ وہ محسوس اشیاء ہوں یا غیر محسوس، قرآن کریم میں ہے ''**واللہ خلقکم وما تعملون**'' اور اللہ نے ہی تمہیں بھی پیدا فرمایا ہے اور تمہارے

اعمال کو بھی (سورۃ الصافات ۹۶)

(۲) وہ تخلیقِ کائنات میں کسی چیز کا محتاج نہ تھا قرآن مجید میں ہے "اس نے کہا ایسے ہی ہوگا تیرا رب کہتا ہے یہ میرے لئے آسان ہے اور میں تو تجھیں اس سے پہلے اس وقت پیدا کر چکا ہوں جب تو کچھ بھی نہ تھا" (سورۃ مریم ۹)

سورۃ الانسان میں ہے "کیا انسان پر ایک زمانہ ایسا نہیں گزرا ہے جب وہ کوئی قابلِ ذکر چیز نہ تھا" (آیت نمبر ۱)

(۳) خدا کا ادراک حواس کے ذریعہ نہیں کیا جاسکتا قرآن مجید میں ہے "نگاہیں اسے نہیں پا سکتی درانحالیکہ وہ نگاہوں کو پالیتا ہے اور وہ بہت ہی باریک بین اور باخبر" (سورۃ الانعام ۱۰۳)

مقصدِ زندگی سکھ مت کے نزدیک بھی ہندو مت کی طرح زندگی کا مقصد نروان (یعنی انسانی روح کا پرماتما کی روح سے جاملنا اور آواگون کے چکر سے اس کا نجات پا جانا) ہے البتہ اسلام سے متاثر ہونے کی بنا پر جب انھیں نروان کے دلائل پیش کرنے میں دشواری محسوس ہوئی تو انھوں نے نروان کے حصول کے تصور میں تھوڑی سی تبدیلی کر لی، یعنی آواگون کے چکر سے نجات بندگی کے بغیر ممکن نہیں البتہ اگر اللہ کی مشیت ہو تو وہ کسی روح کو آواگون کے چکر سے نجات دے سکتا ہے۔

عقیدہ حلول و اتحاد سکھ مت حلول و اتحاد کا قائل ہے، گروگرنتھ صاحب میں ہے "اے خدا تو ہی قلم ہے اور تو ہی تحریر اور تو ہی سیاہی ہے اور تو ہی محرر" ایک دوسرے مقام پر گرونانک کہتے ہیں: اے خدا اس کائنات میں صرف تو ہے کوئی دوسرا نہیں"

ایک اور قطعہ ہے "تو ہی مچھلی ہے اور تو ہی جال اور تو ہی شکاری، اے خدا اس کائنات میں صرف تیری ہی ذات ہے تیرے علاوہ کوئی اور نہیں" مذکورہ بالا اشعار اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ خالق کائنات میں سمایا ہوا ہے جو کچھ موجود ہے اور جو انسان سے جانا جاسکتا ہے وہ بھی خالق کا وجود اور اس کا نور ہے وحدانیت کی آنکھ سے ہر شی میں خالق کو دیکھنا یہ نروان اور مذہبی زندگی کی معراج ہے۔

وحدتِ ادیان سکھ مت بھگوت گیتا کے اس نظریہ سے پوری طرح متفق ہے کہ رضائے الٰہی کے حصول کے لئے کسی بھی مذہب کی پیروی کافی ہے۔

گرونانک کہتے ہیں: "ہندوؤں کے ۶ فکری مدارس ہیں، اور ہر مدرسہ کا کوئی نہ کوئی سوسس

اور بے شمار پیروکار ہیں، اور ان مدارس کے بانی ایک ہی چشمہ صافی سے سیراب ہوتے ہیں خواہ عقائد، عادات اور مظاہر میں کتنا ہی فرق کیوں نہ ہو تو ہر مدرسہ بھی خالق کائنات کی عظمت وقدرت کا باب ہو تم اس پر ایمان لاؤ کیونکہ اس پر ایمان لانے میں روحانی ترقی مضمر ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ اس دنیا میں سورج تو ایک ہی طلوع ہوتا ہے پھر بھی اس خطہ ارض کے مختلف علاقوں کی فضائیں اور موسم مختلف ہوتے ہیں۔

اے نانک اللہ تعالیٰ تو ایک ہی ہے اگر چہ اس کی عبادت کی شکلیں مختلف ہیں اور اس کی مخلوقات کے مظاہر متنوع ہیں۔

مشہور سکھ رہنما گرو گوبند سنگھ کہتے ہیں: "مندر و مسجد اور ہندوؤں اور مسلمانوں کی عبادت ونماز میں کوئی فرق نہیں ہے۔

عقیدہ رسالت گرونانک صاحب سے لے کر چوتھے گرو رام داس تک سکھ مت اسلام کے عقیدہ رسالت سے متفق رہا ہے البتہ پانچویں گرو، گرو ارجن داس نے جب گرو کی گدی سنبھالی تو انھوں نے سابق گروؤں کی الوہیت کا اعلان کر دیا اور عقیدہ رسالت کے بجائے عقیدہ اوتار کا نظریہ عام کیا، چنانچہ اب سکھ مت عقیدہ اوتار پر اسی طرح یقین رکھتا ہے جس طرح ہندو دھرم۔ البتہ سکھوں کے نزدیک خدا شری رام اور کرشن کے بجائے گرو نانک، گرو انگد، گرو امرداس، گرو رام داس، گرو ارجن، گرو ہرگوبند، گرو ہری رائے، گرو ہری کرشنا، گرو تیغ بہادر اور گرو گوبند سنگھ کے روپ میں برائیوں کے خاتمہ اور عدل وانصاف کے قیام کے لئے تشریف لائے ہیں۔

البتہ کیا گرو گوبند سنگھ آخری مصلح ہیں یا ابھی یہ سلسلہ جاری رہے گا اس سلسلے میں سکھ مت دو فرقوں میں منقسم ہوگیا، جمہور کے نزدیک گرو گوبند پر یہ سلسلہ ختم ہوگیا اور اب تا قیامت سکھوں کی رہنما گروگرنتھ صاحب رہیگی جب کہ ایک فرقے ہر دور میں اپنا ایک گرو منتخب کرتا ہے جو حسب ضرورت شرعی قوانین کی وضاحت اور گروگرنتھ صاحب کی تفسیر بیان کرتا ہے۔

فلسفہ حکم ورضا۔ فضل سکھ مذہب میں بالخصوص دو فرائض پر زور دیا گیا ہے یہ ہیں حکم یعنی امر ربی کے تابع رہنا اور رضا یعنی رضائے الٰہی کو ہر حالت، دکھ سکھ میں ماننا اور زندگی کے مصائب میں شکایت نہ کرنا بلکہ انھیں مشیت ایزدی مان کر صبر اور حلم سے ان کو برداشت کرنا عبادت سے انسان کو خدا کا راستہ مل جاتا ہے مگر وصال الٰہی کے لئے فضل (اللہ کی انسان کے تئیں محبت) درکار ہے۔

(باقی ۲۹ پر)

فقہ وفتاویٰ

ابوارقم فلاحی

سوال: کیا آپ ﷺ کے موئے مبارک سے تبرک حاصل کرنا جائز ہے؟

جواب: آپ ﷺ کے موئے مبارک سے تبرک حاصل کرنا جائز و درست ہے، صحیحین میں ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے اپنے بال منڈوائے اور ابوطلحہ انصاریؓ کو دیتے ہوئے فرمایا:
"اقسمه بين الناس" اسے لوگوں کے درمیان تقسیم کردو۔

امام شوکانی کہتے ہیں یہ جملہ آپ ﷺ کے موئے مبارک سے تبرک کے جواز پر دلالت کرتا ہے۔ مسند احمد میں ہے کہ عروہ ابن مسعودؓ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر دیکھا کہ آپ ﷺ جیسے ہی تھوکتے صحابہ کرام اس تھوک کو لینے کے لئے لپک پڑتے۔ اور آپ ﷺ کا کوئی بال گرتا تو لوگ اس کو فوراً اٹھا لیتے۔

ام سلمہؓ کے بارے میں آتا ہے کہ آپ نے اللہ کے رسول ﷺ کے چند بالوں کو چاندی کی ایک تھیلی میں رکھ رکھا تھا تو جب کسی انسان کو نظر بد لگتی یا اس قسم کا کوئی اور مسئلہ درپیش ہوتا تو آپ اس تھیلی میں پانی ڈال کر ہلاتیں اور اس مریض کو پلاتیں۔ (بخاری شریف)

مذکورہ بالا روایتیں اس بات پر صراحۃً دلالت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ کے بالوں سے تبرک حاصل کرنا جائز و درست ہے، البتہ دنیا کے مختلف خطوں میں آپ ﷺ کے موئے مبارک کے موجود ہونے کے تعلق سے جو مقامی روایتیں پائی جاتی ہیں ان کی تردید یا تصدیق کا انحصار دلائل و شواہد پر ہوگا۔

سوال: کیا بالوں میں مہندی کا خضاب لگانا جائز و درست ہے؟

جواب: بالوں میں مہندی کا خضاب جائز ہے، عبداللہ ابن زید کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ کا وہ بال جو ہمارے پاس محفوظ تھا اس میں مہندی کا خضاب لگا ہوا تھا۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں: "شعره عندنا المخضوب بالحناء" مسند احمد

☆☆☆

تعارف وتبصرہ

نام کتاب: دستک   مصنف: قمر رسول پوری
صفحات: ۱۶۰   قیمت: ۱۰۰ روپے
ناشر: ادارہ ادبیات عالیہ رسول پور اعظم گڑھ
مبصر: سعید اختر فلاحی اعظمی

قمر رسول پوری اعظم گڑھ سے سرائے میر کی ایک چھوٹی سی بستی رسول پور سے تعلق رکھتے ہیں وہ ایک عرصے سے شعری اصناف کے توسط سے عوام کے درمیان رہے ہیں ان کے دل نے جب بھی کچھ محسوس کیا اسے انھوں نے سیدھے سادے الفاظ میں شعری قالب کے سانچے میں ڈھال دیا، دستک سے وہ قارئین کے سامنے پہلی بار آئے ہیں۔ اس شعری مجموعے میں انھوں نے حمد، نعت، منقبت اور غزلوں کے ساتھ نظموں اور قطعات کو بھی شامل کیا ہے۔ اس میں شامل مختلف مکاتب فکر کی آراء سے شاعر کی تخلیقی جہات کا اندازہ ہوتا ہے۔

خدا بیزاری، اخلاق باختگی، جنسی لاابالیت، اور مریضانہ لذت سے ان کا کلام پاک ہے انھوں نے سماج کے رستے ہوئے ناسوروں پر بھی انگلی رکھی ہے اور عصر حاضر کی مصنوعی تہذیبوں اور ناانصافیوں کو بھی موضوع سخن بنایا ہے ان کا انداز بیان سہل وعام فہم اور صاف وبلیغ ہوتا ہے اور اظہار و خیال میں توازن پایا جاتا ہے۔

ابوالمجاہد زاہد

شاعری سے قمر رسول پوری کا تعلق محض احساسات اور خالص پرورش لوح وقلم کا ہے۔

ڈاکٹر تابش مہدی

اگرچہ قمر رسول پوری کا فکری سرمایہ کافی حد تک روایتی ہے مگر ان کے شعری سلیقہ بھرپور انداز میں موجود ہے۔   ڈاکٹر مسعود ہاشمی

قمر رسول پوری کے مجموعۂ سخن دستک میں ان کی فنی چابک دستی اور زبان وبیان پہ کامل دسترس نظر آتی ہے ان کے کلام سے اندازہ ہوتا ہے کہ انھوں نے گردوپیش کے ماحول پر باریک بیں نگاہیں ڈال دی ہیں۔

ڈاکٹر توقیر احمد خاں

یہ معیاری اور موثر کلام ہے جو ان اہلِ ذوق حضرات کے ذوق کی تسکین کا سامان فراہم کرتا ہے جو شاعری کے اندر مقصدیت دیکھنے کے قائل ہیں اور زندگی کے حقائق کو شعر کے حوالے سے سمجھنا چاہتے ہیں۔

پرواز رحمانی

غزل کی اشاریت اور رمزیت ان کے شاعرانہ مزاج سے زیادہ میل کھاتی ہے۔

محمد طاہر مدنی

وہ انسان کی فطری روایات کو جدید تناظر میں دیکھنے کے بجائے مذہبی تناظر میں دیکھنا پسند کرتے ہیں۔ سید منور حسن کمال

ان معتبر حضرات کی گراں قدر آراء کی روشنی میں قمر رسول پوری کی شاعری کا ایک بھرپور خاکہ ابھر کر سامنے آتا ہے مجموعے کی ابتداء میں حمد و نعت کے لئے خامہ فرسائی کرتے ہوئے وہ عشقِ محبوب میں سرشار سے لگتے ہیں۔

میں طوفان رنج و الم میں بھٹک کر — تعجب نہ تھا ڈوب جاتا جو تھک کر
صدا آئی لا تقنطوا اللہ اللہ — تری ذات ہے وحدہ اللہ اللہ

لفظ میں لاؤں کہاں سے نعت گوئی کے لئے — ختم سب ان پر فصاحت سب بلاغت ہو گئی

جس کی توقیر کی قرآں نے گواہی دی ہے — میرا منہ اور یہ اللہ رے مدحت ان کی

مدحت میں قمر ان کی ملتا ہے سکوں مجھ کو — یہ نعت نبی مجھ کو اکسیر نظر آئی

سلام شوق کہہ دینا صبا تو — مدینے کو اگر تیرا گزر ہو

غزل کے روایتی رنگ میں قمر رسول پوری کی زبان و بیان کی قدرت نے حسن آفرینی پیدا کردی ہے پھر بھی کہیں کہیں یہ طبیعت کی گراں باری کا باعث بھی بنتا ہے۔

تقاضا عمر کا ہے اور میں بوڑھا نہیں ہوتا — ضعیفی کو مرے بچوں کی الفت روک دیتی ہے

اب تو طے ہوتے ہیں رشتے مال و زر پائے قمر — بیٹیوں کو اس لیے بار گراں کہنا پڑا

رات جب اوڑھ کے سو جاتی ہے ظلمت کی ردا — ایسے سناٹے میں ہم نام ترا لیتے ہیں

لکیریں دیکھ کے ہاتھوں کی قسمت جانچنے والو — تمہیں تو سانپ کے کاٹے کا بھی منتر نہیں آتا

عدو سے ملنے کے بدلے سوچتا ہوں — یہ میری جیت بھی ہے ہار بھی ہے

کون جانے کہ توبہ کا کیا حشر ہو — دل مچلتا ہے کالی گھٹا دیکھ کر

دلوں کی بات قلم سے ادا نہیں ہوتی — ترے خطوں کا میں کوئی جواب کیسے لکھوں

صبح کے بعد اگر شام سہانی ہوگی — پھر سے خوابوں میں وہی رات کی رانی ہوگی

نہ پا سکے گی دنیا کبھی جواب اس کا — وہ لاجواب ہے اس کا کوئی جواب نہیں

قمر رسول پوری نے تاریخی حقائق کو اپنے اشعار میں جابجا جگہ دی ہے۔

یہ وہ جمہوریت ہے جس میں ہر کوئی برابر ہے — خلیفہ کو یہاں اک بوڑھی عورت روک دیتی ہے

جب کئی دن سے نہ کوڑا جسم اطہر پہ پڑا — پوچھنے کو حال پہنچے دشمن بیمار کا

چلا ہے ابرہہ سوئے حرم تو اس کو جانے دو — عدو کے واسطے اب بھی ابابیلوں کا لشکر ہے

جلتی تھی زمیں، بستر گرم تھا ان کا قمر — لب پہ بس [illegible] ہو گئی

کس وجہ تصادم تھا اسود کے لگانے پر — حکم مرے آقا کی تدبیر نظر آئی

سنگ ریزوں نے بھی مٹھی میں گواہی دی ہے — معجزہ ایسا کسی نے نہ کہیں دیکھا

آرہی ہے مسجد اقصیٰ سے رو رو کر صدا — ہے صلاح الدین کوئی اس زمانے کے لیے

جادو کا مجھ کو خوف نہ جادوگروں کا خوف — موسیٰ کا اک عصا ہوں فسوں گر کے سامنے

قمر رسول پوری نے کہیں کہیں قدیم اساتذہ سے بھی فیض حاصل کیا ہے۔ یہاں بھی حسن تخیل کی جادوگری پوری آب و تاب سے موجود ہے۔

چلا ہے لے کر کوئی فرعون جانب موسیٰ — [illegible]

ہم کو بیماریوں کا کوئی غم نہیں   غم ہے اس کا کوئی ابنِ مریم نہیں

دل جب نہیں شریک تو ہو بندگی ہی کیا   سر تو جھکا ہوا ہے ہمارا نماز میں

قمر رسول پوری کی شاعری میں کہیں کہیں اجتماعی رنجش کا عیب ہے جو ان کے شعری حسن کو مجروح کرتا ہے۔

روشنی پھیلا سے ابھی ماہ و انجم تک گئی   ہوگیا روشن جہاں کا نور ظلمت ہوگئی

یہ وہ جمہوریت ہے جس میں ہر عورت برابر ہے   خلیفہ کو یہاں اک بوڑھی عورت روک دیتی ہے

سنا تھا میں نے کہ سچ بولنے میں راحت ہے   میں سچ ہی بولا تو دنیا نے یہ سزا دی ہے

غزلوں کے علاوہ تاریخی حقائق سے دلچسپی کا بھرپور نمونہ ان کی "ملک اور بھکارن" اور "فاروقِ اعظم کی بہو" میں ملتا ہے۔ "سالِ نو کی آمد پر" اور "عید کا پیغام شریکِ حیات کے نام" ملک کی موجودہ صورت حال کے ساتھ خوشحالی کی تمنائیں خوبصورت لفظوں میں کی گئی ہے۔ ریل کا سفر ایک سفر کا رومانی قصہ ہے جس کا اختتامیہ قاری کے لیے چونکانے والا ہے۔ شاہزادوں کے سہرا میں سادگی و سلاست کے ساتھ تابش مہدی کی نظم تاج محل کا عکس بھی نظر آتا ہے۔ قطعات میں انھوں نے اگرچہ روایتی موضوع کو ہی جگہ دی ہے لیکن کہیں کہیں جدت بھی نظر آتی ہے۔

بکے بھی کوئی بس کر، کوئی بنا کے بکا   بکا تو میں بھی مگر آبرو بچا کے بکا
شراب شیشے کی دوکان میں سجا کے بکی   گلی میں دودھ صدائیں لگا لگا کے بکا

دستک کا سرورق خوبصورت، دیدہ زیب اور معنی خیز ہوتے ہوئے بھی کتاب کے نام سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا جس کا حوالہ اس شعر میں ہے جو ابتدائی صفحات پر رقم ہے۔

پڑے ہیں قفل ان پر آ کے توڑ دیں ان کو
یہ دروازے کبھی دستک لگانے سے نہیں کھلتے

اس مجموعے میں انتخاب میں تھوڑی سی توجہ دی جاتی تو یہ مزید بہتر ہو سکتا تھا، پھر بھی کمپیوٹر کی صاف ستھری کتابت اور پروف کی غلطیوں سے مبرا ۱۲۰ صفحات پر محیط یہ شعری مجموعہ سو روپے میں اردو کے قاری کے لیے گراں نہیں۔ دستک کی اشاعت پر قمر رسول پوری یقیناً مبارکباد کے مستحق ہیں، امید کہ ان کا یہ مجموعہ اردو کے شعری ادب میں ایک گراں قدر اضافہ ثابت ہوگا۔

☆☆☆

جامعہ کے لیل و نہار

(ادارہ)

مجلس شوریٰ جامعۃ الفلاح کا اجلاس ملتوی بعض وجوہ کی بنا پر اپریل میں ہونے والا شوریٰ کا اجلاس مؤخر کر دیا گیا ہے، ان شاء اللہ اب یہ اجلاس جون کے آخری ہفتہ میں ہوگا۔

نتیجہ امتحان ششماہی بحمد اللہ ششماہی امتحان بحسن و خوبی اختتام پذیر ہوا، جملہ شعبہ جات کے نتائج ان شاء اللہ اسکول کھلتے ہی ۱۵ جون کو سنا دیے جائیں گے، اور نتائج کارڈ سرپرستوں کے یہاں بذریعہ ڈاک روانہ کر دیے جائیں گے۔

ملحق مدارس کا ششماہی امتحان بھی جامعہ میں امسال سے ملحق مدارس کے سالِ [illegible] کے طلبہ پر امتحان کے جملہ قواعد و ضوابط کا اطلاق کیا گیا ہے، چنانچہ امسال سے یہ طلبہ ششماہی امتحان بھی جامعہ میں دے رہے ہیں، اس سے ایک جانب امتحان [illegible] دوسری جانب جامعہ سے منسلک ہونے والے یہ طلبہ یہاں کے ماحول اور روایات سے بھی واقف ہو جائیں گے، جن میں سے بعض روایتیں تو بے حد پیاری ہیں جیسے طلبائی برادری کے اندر ایک دوسرے کے تعاون کا شدید جذبہ، مسلکی رواداری، شرافت اور صفائی و ستھرائی کا خیال ہے۔

جامعہ مالی بحران کا شکار مالیاتی لحاظ سے جامعہ فی الحال کافی دباؤ میں چل رہا ہے اور ایک طرح کے شدید بحران سے دوچار ہے، اس پر قابو پانے کے لئے گرمی کی چھٹی میں ان شاء اللہ مختلف وفود مختلف مقامات پر جائیں گے، ہمدردانِ جامعہ اور اہلِ خیر حضرات سے بھرپور تعاون کی درخواست ہے۔

علاقہ وصولی مہم قرب و جوار کی بستیوں سے ہمارا تعلق رہا ہے، رکھنے اور انھیں جامعہ کے

تعاون پر آمادہ کرنے کے لئے دو سال سے شعبہ رابطہ عامہ غلہ کی وصولی کے لئے جملہ اساتذہ کرام کے مختلف وفود مختلف بستیوں میں بھیجتا ہے۔ الحمد للہ یہ سلسلہ کافی کامیاب ہے۔ اس سے ایک جانب جامعہ کے تعاون میں اضافہ ہو رہا ہے تو دوسری جانب لوگوں کے مسائل سے واقفیت بہم پہونچ رہی ہے اور اگر ان مسائل کو سنجیدگی سے حل کرنے کی کوشش کی گئی تو مضافات کی بستیوں سے مضبوط و مستحکم رشتہ استوار ہوگا جس سے جامعہ کو مالی لحاظ سے فائدہ پہونچنے کے ساتھ ساتھ دیگر دینی اور سماجی فائدے بھی حاصل ہوں گے۔

نو واردان بساط چمن | شعبہ حفظ و قرأت میں امسال جناب قاری عبد الغفار صاحب فیضی کی تقرری عمل میں آئی ہے، موصوف ہریانہ کے رہنے والے ہیں، آپ اس سے پہلے جامعۃ الصالحات رام پور میں شعبہ حفظ و قرأت سے منسلک تھے، اللہ تعالیٰ موصوف کو اپنی ذمہ داریاں بحسن و خوبی انجام دینے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

اظہار تعزیت:

یہ خبر جملہ فلاحی برادران کے لئے سوہان قلب و روح ہوگی کہ عزیزم سعید انور فلاحی کے چھوٹے بھائی دو ماہ قبل اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ عزیزم کافی ملنسار تھے تحریک سے آپ کو گہرا اور قلبی لگاؤ تھا۔ ادارہ حیات نو موصوف کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ اور قدرت سے دست بدعا ہے کہ وہ مرحوم کی مغفرت فرمائے۔ انھیں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔